رسالہ

اصلاح

نمبر ١١ || بابت ماہ ذیقعدہ سنہ ١٣٢٤ھ || جلد ٩

مرتبہ

خادم المومنین سید علی حیدر

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع ہوا

چندہ سالانہ مع محصول پیشگی ۲ﷲ

[مراسلات میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے (نمبر ۴۸۰ ، ۲) لکھا جائے]

اصلاح

نمبر ۱۱ | بابت ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۴ھ | جلد ۹

اصلاح پندرہ روزہ

اگرچہ بمصداق ؎ تو کار زمین را نکو ساختی ٭ کہ بر آسمان نیز پرداختی ۔

آج ہمنے نو برس میں کیا کیا ہے اسکا حوصلہ کریں کہ اصلاح پندرہ روزہ کردیں۔ حالانکہ ماہانہ طور پر بھی کبھی وقت معین پر شائع نہ ہوسکا۔ مگر چونکہ قوم کی نظر [illegible] توجہ۔ اصلاح کی طرف لگی ہوئی ہے۔ اسلئے بقدر امکان قوم کی تعمیل حکم میں کوشش نہ کرنا انسانیت کے خلاف ہے بلکہ کفران نعمت

چنانچہ میں نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ انشاءاللہ سال آئندہ سنہ ۱۳۲۵ھ سے اصلاح کی اشاعت بجائے ماہانہ پندرہ روزہ کردی جائے۔ بشرطیکہ قوم بھی متوجہ ہو جسکے لئے میں صرف تین شرطیں پیش کرتا ہوں۔

(۱) بعد اختتام سنہ رواں یعنی اصلاح نمبر ۱۲ بابت ماہ ذیحجہ الحرام جب پہنچ جائے تو چندہ سال آئندہ کا فوراً بذریعہ منی آرڈر دفتر اصلاح کھجوا ڈاکخانہ بازار بندی ضلع سارن کو روانہ کردیا جائے کہ مجھے بھی معلوم ہو قوم میری اعانت پر آمادہ ہے اور اسکی خواہاں ہے کہ اصلاح پندرہ روزہ کردیا جائے۔

(۲) بجائے عا سالانہ چندہ اصلاح اب (سے) کردیا جائے کیونکہ یہ تو یقینی ہے کہ اب مصارف اسکے المضاعف ہوجائینگے مگر ہم صرف ایک روپیہ کا اضافہ چاہتے ہیں۔

(۳) ہر شخص اسکا عہد کرلے کہ اس ماہ کے اندر ایک مستقل خریدار کا نام ضرور لکھینگے اور خریدار بنائینگے

شرط اوّل و دوم کے نسبت اگرچہ توضیح کی ضرورت نہیں مگر آپ خیال کر سکتے ہیں کہ کوئی کارخانہ ہو اُسکی بنیاد روپیہ پر ہے۔ اور خاصکر **اصلاح** تو ایسا مجبور ہے کہ کچھ کرہی نہیں سکتا نہ سود لے سکتا ہے نہ دے سکتا ہے۔ پھر لین دین ہو تو کیونکر تمام دنیا میں سودی معاملات رائج ہیں۔

ضرورتیں مجھے یہ پیش ہیں کہ اسوقت **۲ دستی پریس** دفتر کے اختیار میں ہے جسپر کام اسطرح ہوتا ہے کہ کبھی وقت پر ماہانہ پرچہ نہیں نکلتا۔ **تو پندرہ روزہ** اسپر کیونکر نکلے گا لہذا ضروری ہے کہ **مشین** منگائی جائے جسکے لئے کم سے کم **دو ہزار روپیہ** فوری درکار ہے۔

پھر بڑی مصیبت **کاغذ** کی ہے جو ہمیشہ کلکتہ ۔لکھنؤ سے کم مقدار کا منگایا جاتا ہے جس سے خرچ زیادہ پڑتا ہے۔ اور بہت خسارہ ہوتا ہے پھر اکثر وقت پر نہ آنے سے دو چار روز کی تعطیل ہو جاتی ہے۔ اگر یکجائی کاغذ منگایا جاوے تو اِن سب دقتوں سے نجات ملے لہذا کم سے کم **ہزار روپیہ** کا کاغذ ہر وقت موجود رہنا ضروری ہے۔

یہ **تین ہزار** روپیہ تو ہمکو قبل از ماہ ذیحجہ ملجانا چاہیے کہ **مشین** اور **کاغذ** پہلے سے منگالیا جاوے ورنہ کبھی کامیابی نہ ہوگی۔

تیسری شرط کی یہ ضرورت ہے کہ تین سو روپیہ ماہوار ہمکو عمال و ملازمین و پریس کے لئے ضروری ہے جو ماہ بماہ دینی ہوگی ۔ لہذا کم سے کم ایک ایک خریدار کا دینا ہر شخص پر لازم ہے تب یہ کارخانہ قائم رہ سکے۔

اگر آپ نے ازراہ کرم ۔ یا قومی ہمدردی ۔ اس تحریر پر خیال کیا اور آمادہ ہوگئے تو کوئی بڑی بات نہیں کیونکہ فضل خدا سے آپ **اصلاح** کے خریدار ہیں **اصلاح** کے قدردان ہیں **اصلاح** کی ترقی اشاعت میں کوشاں ہیں ۔سالانہ چندہ بلا عذر دیتے ہیں۔ پھر اگر پیشگی سے **قبل از ماہ ذیحجہ** دیدیا تو آپکا نقصان نہیں۔ آپکا قومی کارخانہ مستقل ہوگا۔ بجائے دستی پریس کے مشین چلیگی وقت پر کام ہوگا۔ ماہانہ کے عوض پندرہ روزہ ہوگا آخر میں اسقدر عرض کرنا اور ضروری ہے کہ جن قدیم خریداروں پر **اصلاح** کو پورا اعتماد تھا

اُن کی محبت و ہمدردی پر کلی وثوق تھا۔ اسلئے ناُنکے نام ویلو گیا نہ اُنسے چندہ کا مطالبہ ہوا
کہ خود بھیجدینگے۔ ابتدا سے خریدار ہیں۔ اُنکی طرف سے اس دفعہ **اصلاح** کو خلاف توقع
بہت خسارہ ہوا ہے ۹ پرچہ لیکر تو اُن پرچہ جو ویلو گیا تھا واپس کیا جس سے اس درجہ دفتر کو نقصان
ہوا کہ کسی طرح اُسکی تلافی ممکن نہیں۔
لہذا یہ امر حتمی قرار پایا کہ اس سال کے اختتام کے بعد اگر چندہ بذریعہ **منی آرڈر** نہ آیا۔
یا کوئی خاص خط نہ آیا جسمیں کسی قسم کی فرمایش ہو تو پہلا نمبر جلد ۱۰ کا یا انعامی کتاب بذریعہ
ویلو قیمتی سے روانہ ہوگا کہ جو کچھ خسارہ ہونا ہو ایکدفعہ ہوجائے۔ اور خریدار سال جدید کی
فہرست مرتب ہوجائے کہ اُسی کے مطابق پرچہ طبع ہوا کرے۔
میں اُن بزرگوں کا نام کسیطرح ظاہر کرنا نہیں چاہتا جنھوں نے ۸ یا ۹ پرچہ لیکر ویلو
واپس کیا۔ بلکہ اُنکے لئے دعا کرتا ہوں کہ خدا اُنکو ہمدردی کا مادہ عطا کرے مگر میں
سچ عرض کرتا ہوں کہ اس ترکیب سے مجھے نہایت ہی روحانی صدمہ پہونچا ہے خدا ہی اُسکو دفع کرے
کیونکہ یہ کام میں نے کسی ذاتی نفع کے لئے کیا ہے نہ مجھے اس سے نام و نمود مقصود ہے نہ کسی قسم کی خاص
عزت کا طالب ہوں نہ کسی قسم کی آسائش ہے۔ بلکہ قوم اور مذہب کیلئے جان دے رہا
ہوں اُسپر بھی قوم کو اسکا نہ خیال ہو تو میرا کیا حال ہوگا۔
بہت بڑا الزام آپ یہ دے سکتے ہیں کہ پرچہ **وقت پر** شائع نہیں ہوتا۔ انتظام
ٹھیک نہیں۔ دیر بہت ہوتی ہے۔ انتظار بہت کرنا پڑتا ہے۔ اگر یہ سب الزام بلا وجہ بھی
قبول کر لیا جائے تو کیا شرعاً یا عرفاً یا قانوناً مطالبہ **اصلاح** آپ سے ساقط ہوجائیگا
آپ اسکے مدیون نہ رہینگے۔ مجھے تو نہ کوئی دفعہ قانون کا ایسا معلوم ہوتا ہے نہ حکم شریعت
ایسا دیکھا جاتا ہے۔ پھر کس حق سے آپ مواخذہ دین سے پاک ہو سکتے ہیں۔ آپ نے
ابتدائے سال میں کیوں نہ انکار کیا۔ جب پہلے پرچہ میں خرابی دیکھی تھی تو کیوں نہ مطلع
کیا۔ ویلو کی نوٹس جب دیکھی تو کیوں نہ لکھا جو فی ویلو ۲ ہمارا نقصان کیا۔

کیا اس سے خدا راضی ہوگا۔ آپ بری الذمہ ہونگے؟

افسوس صد افسوس کہ آپکا صرف ایک ہی قدیمی خادم تھا جسکی اسطرح عزت افزائی کیجاتی ہے نقصان کیا جاتا ہے تو دوسرے قوم پرچے کیا نکلینگے اور کس امید پر وہ جان لڑا کر خدمت کرسکتے ہیں

آخر میں اُن بزرگوں کا بھی شکریہ ضروری ہے جنکے اصرار نے مجھے اس پندرہ روزہ کی تحریک پر مجبور کیا جن میں (۱) عماد الاصلاح جناب حکیم سید وشاہ علی صاحب ضیا (۲) جناب مرزا غلام عباس صاحب حیدرآباد دکن (۳) جناب سید کرامت علی صاحب بادی بتیا پورہ (۴) جناب سید محمد عسکری صاحب امروہوی (۵) جناب سید علی جانصاحب سررشتہ دار و رئیس پچھرسر (۶) جناب سید صغر حسین صاحب رئیس الہ آباد کی تحریک نہایت قومی درد سے بھری جن میں موخرالذکر معین اصلاح کے یہ چند فقرات نہایت ہی قابل غور ہیں۔

"جب آپکا پرچہ اصلاح نہیں آتا ایسا انتظار رہتا ہے کہ بیان نہیں ہوسکتا۔ کاش جیسا کہ آپ نے سال پیوستہ مصمم ارادہ کیا تھا کہ مہینے میں دو بار شائع کیا جاے۔ اسکا عملی ثبوت ہوجاتا تو کیا خوب ہوتا۔ خدا کرے وہ دن جلد آئے کہ اس معزز پرچہ کی مہینہ میں دو بار زیارت ہوا کرے۔ مگر اسلئے برائے خدا و رسول ہرگز ہرگز آپ سلسلۂ تنقید بخاری کو منقطع نہ فرمائیں اسکا پر تو نور قلعۂ بخاری کو جسکے سواد اعظم محافظ و دربان ہیں ایک ایک ورق انشاء اللہ المستعان دھواں دھار کرکے مثل انجرات ہوا میں مانند گنبد طلسمی منتشر کردیگا۔ بلکہ بہتر ہوتا کہ آپ سالانہ چندہ اصلاح میں کچھ اضافہ کردیتے اور اسکا دو جزء ہمراہ اصلاح ماہوار شائع ہوا کرتا۔ یا یہ کہ اسکے لئے ایک سالانہ چندہ علیحدہ تجویز فرماکر اصحاب خوشمند کے نام ماہوار جاری رکھتے۔ مناسب ہے تاکہ آنجناب و نیز میری ناقص رائے کو بذریعہ اصلاح ماہ شوال شائع فرماکر طالب رائے ہوتے اور کثرت رائے پر عمل ہوتا نہایت بہتر ہے"

تو ہم غور کر رہے ہیں اپنی رائے سے مطلع کریں کہ میں بفضل خدا بدل و جان تعمیل حکم کیلئے حاضر ہوں۔

اڈیٹر

خصائص شیعہ

سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو اصلاح نمبر ۹ جلد ۹

پانچواں امر اجتہاد ہے کہ شیعوں کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کوئی نبی اپنی خواہش دل سے کوئی کام نہ کرتے تھے بلکہ جو کام تھا بحکم خدا خواہ بذریعہ وحی ہو یا بذریعہ الہام۔ اہل سنت کہتے ہیں کہ نہیں حضرت مجتہد تھے یعنی جو چاہتے تھے اپنے دل سے کہتے یا کرتے خواہش نفس کے پیرو تھے جس سے خطا بھی ہوتی۔ لغزش بھی ہوتی غلطی بھی کرتے جیسا کہ عام مجتہدین کا قاعدہ ہے

تعریف اجتہاد — اسکے لئے ضرور ہے کہ ہم پہلے اجتہاد کی تعریف بتائیں ھو فی اللغۃ ماخوذ من الجھد وھو المشقۃ والطاقۃ وفی الاصطلاح استفراغ الوسع فی طلب الظن بشی من الاحکام الشرعیۃ علی وجہ یحس من النفس العجز عن المزید علیہ فالمجتہد ھو الفقیہ المستفرغ لوسعہ لتحصیل ظن بحکم شرعی

اجتہاد اصل میں ماخوذ ہے جھد سے کوشش مشقت۔ طاقت اور معنی اصطلاحی اسکے یہ ہیں کہ پوری کوشش کرنا حاصل کرنے میں گمان کے احکام شرعیہ سے۔ تو مجتہد وہ فقیہ ہے جو اپنی کوشش تمام کردے تحصیل ظن میں کسی حکم شرعی کے متعلق۔

اگر اس تعریف ہی پر خیال کیا جائے تو معلوم ہو کہ رسول اللہ پر اجتہاد جائز نہیں۔ اجتہاد کا نتیجہ تحصیل ظن ہے جس سے آنحضرت ممنوع ہیں کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے ولا تقف ما لیس لك بہ علم اسکی پیروی نہ کر جسکا تجھے علم نہیں وما یتبع اکثرھم الا ظنا ان الظن لا یغنی من الحق شیئا یونس ع ۹۔ یعنی اکثر اُنکی نہیں پیروی کرتے ہیں مگر گمان کا۔ بتحقیق گمان نہیں فائدہ دیتا ہے بمقابلہ حق کے کسی چیز کا۔

ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون۔ انعام وہ تو صرف اپنے گمان کی پیروی کرتے ہیں اس قسم کی بہت سی آیتیں ہیں جنپر اگر وہ کچھ بھی غور و فکر کرتے تو اجتہاد کا نام بھی حضرت کے سامنے نہ لیتے۔ مگر مطلوب اُنکا تو دوسرا تھا لہٰذا بے تامل حکم لگا دیا کہ آپ بھی مجتہد تھے یعنی

عائشہ معاویہ ابن ملجم ابوحنیفہ شافعی مجتہد ہوئے آپ بھی ویسے ہی مجتہد تھے۔

تصریح اجتہاد آنحضرت | میں یہاں زیادہ تر اقوال علمائے اہل حدیث کو سند میں لاتا ہوں کیونکہ وہ تو پیروی ائمہ مجتہدین سے نکل گئے ہیں صرف حدیث پر اپنا دارومدار رکھتے ہیں مگر چونکہ خلفا کو مجتہد مانتے ہیں لہذا اُنکے مساوات کے لئے آنحضرت کو بھی مجتہد کا خطاب دیا مولوی صدیق حسن خاں صاحب حصول المامول میں لکھتے ہیں صفحہ ۱۸۸

الرابعة۔ اختلفوا فی جواز الاجتہاد للانبیاء صلوات اللہ وتسلیماتہ علیہم اجمعین بعد ان اجمعوا علی انہ یجوز عقلا تعبدھم بالاجتہاد کغیرھم من المجتہدین علی ما حکاہ ابن فورک والاستاذ ابو منصور وایضا اجمعوا علی انہ یجوز لھم الاجتہاد فی ما یتعلق بمصالح الدنیا وتدبیر الحروب ونحوھا حکی ھذا الاجماع سلیم الرازی وابن حزم وذلک کما ثبت عنہ صلی اللہ علیہ وسلم من ارادتہ ان یصالح غطفان علی ثمار المدینۃ وکذلک ما عزم علیہ من ترک تلقیح ثمار المدینۃ فاما اجتہادھم فی الاحکام الشرعیۃ والامور الدینیۃ فقد اختلفوا فی ذلک علی مذاھب الاول لیس لھم ذلک لقدرتھم علی النص بنزول الوحی وھو المحکی عن اصحاب الرای وھو ظاھر اختیار ابن حزم الثانی انہ یجوز لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم ولغیرہ من الانبیاء والیہ ذھب الجمھور وقالوا قد وقع ذلک کثیرا منہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن غیرہ من الانبیاء فمنہ صلی اللہ علیہ وسلم کقولہ ارایت لو تمضمضت ارایت لو کان علی ابیک دین وقولہ للعباس الا الاذخر ولم ینتظر الوحی فی ھذا ولا فی کثیرا مما سئل عنہ وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم الا وانی قد اوتیت القرآن ومثلہ معہ واما من غیرہ فمثل قصۃ داؤد وسلیمان

الثالث - الوقف عن القطع بشيء من ذلك وزعم الصيرفي في شرح الرسالة
انه مذهب الشافعي واختاره الباقلاني والغزالي ولا وجه للوقف في مثل هذا
المسئلة للادلة الدالة على الوقوع على انه يدل على ذلك دلالة واضحة
ظاهرة قوله تعالى عفى الله عنك لم اذنت لهم فعاتبه على ما وقع
منه ولو كان ذلك بالوحي لم يعاتبه ومن ذلك ما صح عنه صلى الله
عليه وسلم من قوله لو استقبلت من امري ما استدبرت لما سقت
الهدي ومثل ذلك لا يكون فيما عمله صلى الله عليه وسلم بالوحي
وامثال ذلك كثيرة في الكتاب والسنة ولم يات المانعون بحجة
يستحق المنع او التوقف لاجلها۔

یعنی علما نے اختلاف کیا ہے اسمیں کہ انبیا کو اجتہاد جائز ہے یا نہیں ؟ باوصفیکہ اسپر اجماع ہو کہ نہیں
جائز ہے انپر تعبد یعنی عمل کرنا اپنے اجتہاد پر جیسا کہ دوسرے مجتہدوں کو جائز ہے کہ اپنے اجتہاد پر عمل
کریں۔ ناقل اس اجماع کے ابن فورک ہیں اور استاد ابو منصور۔ اور اسپر بھی اجماع ہو کہ جائز ہے انکو
اجتہاد کرنا مصالح دنیا میں اور تدبیر حرب وغیرہ میں۔ راوی اس اجماع کے سلیم رازی ہیں
اور ابن حزم امام اہل الظاہر جیسا کہ یہ امر ثابت ہو اس سے کہ آنحضرت صلعم نے ارادہ کیا اسکا کہ صلح
کریں بنی عطفان سے ثمار مدینہ پر۔ اسیطرح آپنے اسکا عزم کیا کہ تلقیح ثمار مدینہ کو
موقوف کر دیں اور قصہ اوسکا یوں ہے کہ اہل مدینہ موسم بہار میں درخت خرما کے نر کا شگوفہ مادہ
میں ڈالتے تھے جسپر حضرت صلعم نے اس کا غیر ضروری ہونا فرمایا۔)

رہا اجتہاد انبیا کا احکام شرعیہ اور امور دینیہ میں۔ پس اسمیں اختلاف ہے پہلا مذہب تو یہ ہے
کہ انکو جائز نہیں ہے کیونکہ وہ قادر ہیں نص پر بذریعہ وحی کے (تو پھر اجتہاد کی کیا ضرورت ہے)
یہی مذہب اصحاب الرائے کا بھی ہے اور مختار ابن حزم بھی۔ دوسرا مذہب یہ ہو کہ ہمارے رسول اللہ
کو جائز ہے اور دیگر انبیا کو بھی جائز ہے کہ اجتہاد کریں۔ یہی مذہب جمہور ہے۔ اور یہ امر محض خیالی

یا فرضی نہیں ہی بلکہ واقع بھی ہوا چنانچہ حضرت نے فرمایا اگر تو مضمضہ کرے۔ یا یہ کہ اگر تیرے باپ پر قرض ہو۔ یا جیسا کہ عباس سے فرمایا مگر اذخر اور نہیں انتظار کیا وحی کا بہت سے وقایع میں اور خود حضرت نے فرمایا ہے میں دیا گیا ہوں قرآن اور مثل اسکے۔ رہا دوسرے انبیا کا اجتہاد بس مثل قصۂ داود و سلیمان ع۔ تیسرا مذہب یہ ہی کہ توقف کیا جاے حکم قطعی سے یعنی نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت اجتہاد کرتے تھے نہ یہ کہ آپ پر اجتہاد نہیں جائز تھا۔ صیرفی نے شرح رسالہ میں یہ گمان کیا ہی کہ یہی مذہب شافعی ہی اور مختار باقلانی و غزالی۔

(اب خود مولوی صدیق حسن خاں صاحب لکھتے ہیں) اس مسئلہ میں توقف کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ بہت سی دلیلیں دلالت کرتی ہیں اسپر کہ حضرت سے یہ اجتہاد واقع ہوا یعنی چند مرتبہ اجتہاد کیا۔ چنانچہ دلیل واضح اسکی یہ آیہ ہی عفے اللہ عنك لم اذنت لھم کہ خدا نے عتاب کیا حضرت کی خطا پر۔ اگر یہ حکم آپکا بذریعہ وحی ہوتا تو عتاب کیوں کرتا۔ اسی قسم سے حضرت کا قول ہی در بارہ حج تمتع کہ اگر مجھے ایسا معلوم ہوتا تو اپنے ساتھ اونٹ نہ لاتا اور یہ اُسیوقت ہوگا کہ جب حضرت کا عمل مطابق وحی نہ ہو جسکی مثالیں بہت ہیں کتاب سنت ہیں اور جو لوگ منع کرتے ہیں حضرت کے اجتہاد کو یا توقف کے قائل ہیں وہ کوئی دلیل ایسی نہیں لاتے جو قابل توجہ ہو سکے انتہی ترجمتہ

اس عبارت سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ یہ لوگ یعنی اہل حدیث و غیر مقلدین عام طور سے حضرت کے اجتہاد کے قائل ہیں کہ بلا حکم خدا اپنے دلسے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں آیہ کریمہ ما یشاؤن الا ان یشاء اللہ غلط ہی اور یہ اجتہاد حضرت کا صرف احکام دنیوی ہی میں نہیں ہوتا مثل تدبیر جنگ وغیرہ کے بلکہ احکام شرعی و امور دین میں بھی آپ اجتہاد کرتے تھے یعنی تابع حکم خدا نہیں تھے بلکہ مثل ابو حنیفہ وغیرہ کے مجتہد تھے۔ یہانتک کہ اتنا بھی فرق نہ تھا کہ اگر وہ لوگ خطا کرتے تھے تو حضرت بھی خطا کرتے تھے اور ایسی خطا کہ خدا نے چند مرتبہ عتاب بھی کیا۔ تو کیا کوئی سنی اسکا مدعی ہو سکتا ہی کہ وہ حضرت کی رسالت کا قائل ہی؟

اس سلسلہ سے کہ پہلے میں نے اہل سنت کا قائل ہونا بکفر آبا کرام سرور انام اور کفر آنحضرت ؐ قبل از نبوت اور انکار کرنا اُنکا عصمت انبیاء سے عموماً اور آنحضرت کی عصمت سے خصوصاً اور اس دعوی سے کہ وہ لوگ حضرت کو مجتہد سمجھتے ہیں اور مجتہد بھی کیسا کہ غلطی جسنے بہت سے مقامات میں خطا کی ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ لوگ کسطرح آپکی نبوت و رسالت کے قائل ہیں ؟

کیونکہ یہ تو ایک معمولی بات ہے کہ جس شخص کو ہم ایکبار خطا کرتے دیکھتے ہیں مدتوں اُس سے طبیعت کو نفرت رہتی ہے جہاں کسیکو ایک گناہ کرتے دیکھتے ہیں وہاں ہر وقت اُس سے نفس خدشناک رہتا ہے پھر کیونکر ممکن ہے کہ جو شخص اشرف الانبیا ہو اور خاتم المرسلین اور اُسکو حبیب اللہ کا خطاب خدا نے دیا ہو۔ وہ ایسا ہو کہ محض معمولی سے معمولی آدمی کے مساوی ہو جائے۔ کیونکہ مجتہد تو جتنے صحابی تھے یا تابعین سبھی بنائے گئے ہیں اب حضرت کو اُنپر کیا ترجیح رہا ایک صورت یہ تھی کہ اگر حضرت سے خطا نہ ہوتی تو بھی ایک امتیازی درجہ ملتا۔ مگر افسوس اسکی بھی تصریح کر دی گئی ہے کہ خطا بھی حضرت سے ہو سکتی ہے۔ ہو ہی نہیں سکتی۔ بلکہ ہوئی۔ اور ہوئی بھی ایک ہی دفعہ نہیں۔ بلکہ کئی مرتبہ۔ پھر بتائیے آپ نبی یا رسول کس بات سے تھے آہ آہ اِن مدعیان اسلام نے صرف یہی نہیں کیا ہے کہ آپکو ایک دنیادار آدمی بناکر صاف الٹے کہدیتے کہ امور دنیوی میں اپنی ذاتی رائے سے کام کرتے تھے بلکہ سارے اسلامی احکام اور دینی مسائل کو آپکے اجتہاد کا منصوبہ بنایا کہ آپ شرعی احکام میں بھی اجتہاد کرتے تھے اور بقاعدہ المجتہد قد یخطی و یصیب خطا و صواب دونو کرتے تھے بلکہ کھلی کھلی خطا آپ سے ہوتی تھی۔

اب تم ہی انصاف سے کہو کہ جس شخص یا جس فرقہ کے یہ خیالات ہوں کیا وہ مسلمان ہے ؟ کسی طرح اُسکو دعوے اسلام زیبا ہے۔ کسیطرح وہ قائل رسالت ہو سکتا ہے۔

آپ نے اخباروں میں اکثر دیکھا ہوگا کہ مخالفین مرزا قادیانی اُنپر اعتراض کرتے ہیں کہ فلاں پیشینگوئی اُنکی غلط ہوئی فلاں الہام غلط ہوا مگر مرزائی حلقہ کے لوگ کسیطرح ہوہٹ دھرمی ہی سے ہی کبھی اسکا اقرار نہیں کرتے کہ مرزا صاحب نے کسی موقع پر غلطی کی ہو

محمد مصطفیٰ خان

بلکہ صدہا تاویل کرکے بات بناتے ہیں مگر یہ عیان سلام ایسے **ایمان دار** اور خیر خواہ
رسول بلکہ عاشق رسول ہیں کہ زبان سے تو ہر وقت **رسول اللہ رسول اللہ**
کہتے ہیں اور اعتقاد یہ کہ آپکے آبا و اجداد کافر۔ خود مدتوں کافر رہے عصمت کبھی آئی نہیں
وحی الہام کے آپ پابند نہ تھے۔ اپنی رائے اور دل سے دنیا کے احکام بھی جاری کرتے
شریعت کے بھی جس میں اکثر خطا بھی ہوتی۔ اور **عمر صاحب آپکی اصلاح کرتے**
اور اُسی کے مطابق وحی بھی آتی۔ پھر نہ معلوم خدا نے انھیں کو نبی کیوں نہ بنایا؟
میں نہیں سمجھتا وہ کونسا مسلمان ہوگا جو کسی مسلمان کی نسبت سُنے کہ وہ حضرت کو ایسا
جانتا ہو اور پھر اُسکے اسلام کا قائل رہے کیونکہ ایسا فاسد عقیدہ تو کسی کافر کو بھی حضرت کی
نسبت نہیں پھر یہ کیسے مسلمان ہیں جو حضرت کے نسبت ایسا عقیدہ رکھتے ہیں۔

ای بھائیو مسلمانو! تم اس تحریر کو دیکھو اور اسکے ایک ایک جملہ کو سمجھو۔ اور اپنے مولود
خواں ملاؤں سے پوچھو کہ یہ تمھارا عقیدہ ہے یا نہیں؟ تمھاری کتابوں میں لکھا ہے یا نہیں
اگر وہ جواب تمکو دیں کہ یہ بہتان غلط ہے تو ہمارے پاس دفتر اصلاح میں چلے آؤ ہم تمکو کتابیں
دکھا دیں اور اگر اُسکے مطابق جواب دیں **تو تم ہی ایمان سے بتاؤ** تم مسلمان رہے یا کیا؟
آہ آہ۔ ایک معجزہ کی دھارس دی گئی ہے کہ مولود خواں [illegible] مولود میں تمکو صدہا معجزہ
حضرت کا سُناتے ہیں جس سے تمھارا دل باغ باغ ہوتا ہے اور تم سمجھتے ہو کہ ہمارے نبی برحق
ایسے تھے کہ آجتک دنیا میں ایسا کوئی نبی نہیں ہوا (جو بلاشک بہت صحیح ہے) اور اس
مولود خواں کو تم سمجھتے ہو کہ سب سے بڑا عالم ہے جو ایسا معجزہ سنا رہا ہے۔ مگر تم یقین کرو
کہ یہ سب معجزہ اس غرض سے سُنایا جاتا ہے کہ تم اُنکا رومال **روپوں۔ دوانیوں چونیوں**
سے بھر دو۔ ورنہ اُن ملاؤں کا دل عظمت سے آنحضرت کی خالی ہے وہ ہرگز کسی معجزہ
کو نہیں مانتے نہ معجزہ کو رسالت کا ثابت کرنیوالا جانتے ہیں مگر تم سے اس خوف سے نہیں کہتے
کہ تم مسلمان ہو۔ اگر یہ تقریر اُنکی سُن لوگے تو اُنکی ساری آمدنی بند ہو جاوے گی۔
آؤ میں تمکو حال کی کتابیں دکھاؤں جس سے میرے بیان کی تصدیق تم پر ظاہر ہو اور تم

سمجھو کہ یہ ناچیز کس خیر خواہی سے تمکو راہ حق دکھا رہا ہے۔
دیکھو اپنے شمس العلما مولوی شبلی صاحب کی کتاب "الکلام" جو حال میں چھپی ہے۔ وہ تمھارے علما کے خیالات اور اُنکی نکتہ سنجیاں کن لفظوں میں دکھائے ہیں جس سے تم خود نتیجہ نکال سکتے ہو کہ وہ مسلمان تھے یا نہیں رسول اللہ پر ایمان لائے تھے یا نہیں؟

مولوی شبلی صاحب لکھتے ہیں "نبوت کی تعریف جیسا کہ مواقف میں ہے اشاعرہ نے یہ کی ہے اور اُسی کو تمام اہل حق کی طرف منسوب کیا ہے۔

من قال له الله ارسلتك او بلغهم عنى ونحوه من الفاظ ولا يشترط فيه شرط ولا استعداد بل الله يختص برحمته من يشاء من عباده

پیغمبر وہ ہے جس سے خدا نے یہ کہا ہو کہ میں نے تجھکو بھیجا یا لوگوں کو میری طرف سے پیغام پہنچا یا اس قسم کے اور الفاظ۔ اور پیغمبر ہونے کے لئے کوئی شرط نہیں نہ یہ شرط ہے کہ اُسمیں کسی قسم کی قابلیت ہو بلکہ خدا اپنی رحمت کے ساتھ اپنے بندوں میں سے جسکو چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے۔

لیکن یہ تعریف اس قسم کی ہے کہ اس کی بنا پر کسی شخص کو نبی کہنا بھی نبی کا کام ہو سکتا ہے کیونکہ عام لوگوں کو اس اطلاع کا کیا ذریعہ ہے کہ فلاں شخص سے خدا نے باتیں کیں اور اور اس سے یہ کہا، اس بنا پر اشاعرہ نے نبوت کی شناخت کے لئے معجزہ کو دلیل قرار دیا۔ یعنی جس سے معجزہ صادر ہو اُسکی نسبت یہ یقین کیا جائیگا کہ خدا نے اس سے خطاب کیا اس بنا پر امور ذیل تنقیح طلب ہیں۔

معجزہ کی کیا تعریف ہے اور اُسکے کیا شرائط ہیں؟

کیا اس سے نبوت پر استدلال ہو سکتا ہے؟

معجزہ کی تعریف اشاعرہ نے یہ کی ہے کہ جسکے ظاہر کرنے سے نبوت کی تصدیق مقصود ہو اور اُس کے لئے سات شرطیں قرار دی ہیں۔

خدا کا فعل ہو۔ خارق عادات ہو اس کا معارضہ ناممکن ہو مدعی نبوت سے ظاہر ہو دعوے کے موافق ہو نبی کا مکذب نہ ہو دعوے پر مقدم نہ ہو۔

ان شرطوں میں سے دو شرطیں قابل بحث ہیں

یہ شرط کہ خارق عادت ہو، اس سے کیا مراد ہو؟ اگر یہ مراد ہو کہ سلسلہ اسباب اور اصول فطرت کے خلاف ہو تو سوال یہ ہے کہ معجزہ واقع بھی ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

انسان کو جسقدر علوم حاصل ہوتے ہیں اُنکی دو قسمیں ہیں بدیہیات نظریات بدیہیات وہ امور ہیں جو بغیر غور و فکر کے حاصل ہوتے ہیں، یعنی انسان کو بغیر استدلال و احتجاج کے اپنے آپ اُن کا یقین حاصل ہوجاتا ہو، مثلاً یہ کہ آفتاب روشن ہو۔ آگ جلاتی ہو کُل جز سے بڑا ہوتا ہو۔ دو متناقض ایک جا جمع نہیں ہو سکتے۔ نظریات وہ امور ہیں جو غور اور فکر سے حاصل ہوتے ہیں، مثلاً یہ کہ عالم حادث ہو خدا موجود ہو روح قدیم ہو۔ نظریات اگرچہ خود بدیہی نہیں لیکن یہ ضرور ہو کہ ان کی انتہا بدیہیات تک ہو

بدیہیات کے بہت سے اقسام ہیں۔ نظام قدرت میں جو چیزیں ہمیشہ ایک طرح پر وقوع میں آتی رہتی ہیں اُنکے استقرا سے جو علم کلی پیدا ہوتا ہو وہ بھی بدیہیات کی ایک قسم ہو ان ہی بدیہیات میں سے یہ بھی ہو کہ عالم میں علل و اسباب کا سلسلہ جاری ہو یعنی جو چیز وجود میں آتی ہو اُسکے علل اور اسباب ہوتے ہیں، اور جب کسی شی کی علل اور اسباب موجود ہوتے ہیں تو ضرور اُس شی کا وجود ہوتا ہو اب معجزہ کی اگر یہ تعریف ہو کہ علت و معلول کے سلسلہ کے خلاف وقوع میں آئے،، تو معجزہ بداہتہً باطل ہوگا کیونکہ علت و معلول کا علم انسان کو بداہتہً حاصل ہوتا ہو اور جب معجزہ اِس سلسلہ کے خلاف ہو تو بداہت کے خلاف ہے صفحہ ۲۲ کلام

یہ کلام مولوی شبلی صاحب کا ہو۔ جو اپنے علمائے متقدمین کے کلام کو باطل کر رہے ہیں اور

صاف صاف بتاتے ہیں کہ یہ ایسی لغو تقریر ہی کہ نہ ایسا نبی۔ نبی مانا جاسکتا ہی اور نہ معجزہ دلیل ہو سکتا ہی۔ پس جب نہ نبی سابق کا نص ہو نہ معجزہ ممکن چیز ہی تو کم سے کم یہ ضروری ہوا کہ متقدمین اہل سنت تعریف نبی سے قاصر رہے اور اُسکو نہ پہچانا تو وہ مسلمان کیونکر رہے؟ اس خرابی کی جڑ وہی ہی جسکا میں ابتدا میں اشارہ کر آیا ہوں کہ اہل سنت نے نبی کو بھی بغرض مساوات اپنے خلفا کے ایک معمولی آدمی سمجھ لیا ہی کہ جسطرح پنچایتی سے جسکو چاہا خلیفہ بنا لیا اور اسیطرح خدا نے بھی بے سمجھے بوجھے جس شخص کو چاہا نبی بنا دیا نہ اُسکی ذاتی قابلیت دیکھی نہ اُسکی استعداد۔

مگر یہ بحث یہیں نہیں تمام ہوئی بلکہ خدا تک پہنچتی ہی کہ خدا ہی یا نہیں؟ اگر ہی تو کیسا ہی جیسا کہ آریہ سماجیوں کا خدا ہی جسکا نام علۃ العلل رکھا گیا نہ اُس میں قدرت ہی نہ علم نہ اختیار؟ کیونکہ اگر خدا ہوتا اور اُسمیں صفت قدرت و اختیار پائی جاتی تو ضرور وہ ایسے شخص کو نبی بناتا جس میں خود نہ قبل از نبوت بلکہ قبل از خلقت ایسی قابلیت اور استعداد عطا کرتا کہ بعد اظہار نبوت کسیکو اُسمیں شک نہ ہوتا اور کسیطرح کا ایسر اعتراض نہ کر سکتا ہے۔

شیعوں کا عقیدہ اسی اصول کے مطابق ہی جس سے وہ کہتے ہیں کہ آبا نبی کو بھی مومن ہونا چاہئے اور نبی کو بھی ابتدائے خلقت سے معصوم ہونا چاہئے۔

اور سنیوں کا یہ عقیدہ ہی کہ نبی کے واسطے نہ کسی ذاتی لیاقت کی ضرورت ہی نہ استعداد کی نہ قابلیت کی بلکہ جسکو چاہے خدا نبی بنا دے۔ جسکا لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ والدین اُسکے کافر ہونگے کیونکہ بعثت کی ضرورت دفع کفر ہی کے لئے ہی۔ اور خود بھی ایک زمانہ میں کافر ہوگا۔ کیونکہ ایک معمولی بازاری آدمی نبوت کے لئے پکڑ لیا گیا ہی۔ اور بعد نبوت خطا کار و گنہگار بھی ہوگا کیونکہ عادت اُسکی گناہ کرنے کی پڑ چکی ہی و العادۃ کالطبیعۃ الثانیہ وہ کہاں چھوٹنے والی ہی۔

تو کیا کوئی مسلمان ایسے شخص کو نبی مان سکتا ہی اور ایسے عقیدہ پر وہ مسلمان رہ سکتا ہی

یہی وجہ ہی کہ مولوی شبلی صاحب نے اپنے سارے متقدمین کی حقیقت کھولدی کہ وہ کیسے مسلمان تھے کیونکہ اگر اس قسم کا کمزور نبوت میں کسی قسم کی جان تھی تو یہی کہ وہ معجزہ دکھارہا ہی جسکو مولوی شبلی صاحب باطل کر رہے ہیں۔ لکھتے ہیں

"بہرحال خرق عادت کو معجزہ کہنا خود معجزہ کے وجود سے انکار کرنا ہی اسی بنا پر بعض **اکابر اشاعرہ** نے خرق عادت کی قید معجزہ کی تعریف سے خارج کردی۔ شرح مواقف میں ہی۔

والمعجزة عندنا ما يقصد به تصديق مدعى الرسالة وان لم يكن خارقا للعادة ـ	اور معجزہ کی تعریف ہمارے نزدیک یہ ہی کہ اس سے مدعی نبوت کی تصدیق مقصود ہو، گو وہ خرق عادت نہ ہو۔

اب فرض کرو کہ خرق عادت ممکن ہی اور معجزہ خرق عادت کا نام ہی یعنی یا ایک چیز بغیر اسباب علت کے وجود میں آئے یا یہ کہ باوجود علت کے وجود کے۔ معلول نہ پایا جائے مثلاً کسی پیغمبر کو آگ نے نہیں جلایا تو اسکے یہ معنی ہیں کہ جلانے کی علت یعنی آگ موجود تھی اور وہ نہ جلا سکی یا مثلاً کسی پیغمبر نے پتھر پر عصا مارا اور چشمہ جاری ہوگیا تو اسکے یہ معنی ہیں کہ چشمہ کے جاری ہونے کی کوئی علت نہ تھی باوجود اسکے چشمہ جاری ہوگیا۔

اس صورت میں یہ بحث پیدا ہوگی کہ اس بات کا کیونکر اطمینان ہوسکتا ہی کہ واقع میں اس واقعہ کا کوئی سبب موجود نہ تھا اور خصوصا **اشاعرہ** کے موافق تو یہ احتمال نہایت قوی ہوجاتا ہی۔ اشاعرہ اس بات کے قائل ہیں جن اور **شیاطین** ہر قسم کی خرق عادات پر قادر ہیں اسکے ساتھ وہ اس بات کے بھی قائل ہیں جن اور شیاطین انسانوں کے بدن میں حلول کرسکتے ہیں اور اسوقت اس آدمی سے وہ تمام عجیب غریب افعال صادر ہوسکتے ہیں جو خود اجنہ اور شیاطین سے صادر ہوسکتے ہیں۔ اب فرض کرو کہ ایک مدعی نبوت کسی خرق عادت کا اظہار کرتا ہی تو یہ کیونکر اطمینان

ہو سکتا ہے کہ یہ در پردہ کسی جن کا فعل نہیں ہے۔

اشاعرہ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ جادو سے ہر قسم کے خرق عادات سرزد ہو سکتے ہیں یہانتک کہ آدمی گدھا اور گدھا آدمی بن سکتا ہے اس صورت میں کیونکر اطمینان ہو سکتا ہے کہ یہ خرق عادت معجزہ ہے سحر نہیں شرح مواقف میں اس اعتراض کا یہ جواب دیا ہے کہ سحر سے عظیم الشان خرق عادات سرزد نہیں ہوتے۔ جادوگر جب عظیم الشان خرق عادات دکھاتا ہے تو نبوت کا دعوے نہیں کر سکتا اور اگر وہ ایسا دعویٰ کرے تو خدا اُسکے خرق عادات کو روک دیگا

لیکن یہ جواب بالکل ناکافی ہے، اشاعرہ اس بات کے قائل ہیں کہ سحر سے آدمی ہوا پر اُڑ سکتا ہے آدمی گدھا اور گدھا آدمی بن جاتا ہے زمین سے چشمے اُبل سکتے ہیں جمادات میں حرکت پیدا ہو سکتی ہے کیا یہ عظیم الشان خرق عادات نہیں ہیں؟ اسکے علاوہ انبیا کے بھی تمام معجزے عظیم الشان نہیں ہوتے باقی یہ امر کہ جادوگر خرق عادت کے ساتھ نبوت کا دعوے نہیں کر سکتا محض دعوے ہی دعوے ہے جسکی کوئی دلیل نہیں بیان کی جا سکتی اگر مان لیا جائے کہ فی نفسہ جادوگر سے عظیم الشان خرق عادات سرزد ہو سکتے ہیں تو کون تسلیم کریگا کہ دعوے نبوت کی حالت میں اس قسم کی یہ قدرت جاتی رہیگی عبد اللہ بن المقنع اور زردشت نے بڑے بڑے خرق عادات دکھائے اور نبوت کا دعوے بھی کیا۔

ان امور کے علاوہ شعبدہ جات نیرنگیات۔ اور مسمریزم وغیرہ سے نہایت عجیب و غریب امور سرزد ہوتے ہیں اسلئے یہ کیونکر اطمینان ہو سکتا ہے کہ جس چیز کو معجزہ کہا جاتا ہے اس میں ان چیزوں کا شائبہ نہ تھا۔ غرض معجزہ کے متعلق یہ احتمال ہر وقت موجود ہے کہ مخفی اسباب کیوجہ سے اسکا ظہور ہوا اسلئے معجزہ کا معجزہ ثابت ہونا نہایت مشکل ہے

ان اعتراضات سے بھی قطع نظر کر لی جائے تو عدم معارضہ کی شرط کیونکر ثابت ہو سکتی ہے یعنی یہ کیونکر ثابت ہو سکتا ہے کہ اس معجزہ کا جواب نہیں ہو سکتا جواب

نہ ہو سکنے سے اگر یہ مراد ہو کہ معجزہ کے اظہار کے وقت اسکا جواب کسی سے نہ ہو سکا تو عبداللہ
بن المقنع اور زردشت وغیرہ کو بھی پیغمبر ماننا پڑیگا کیونکہ جو خارق عادت باتیں ان
سے ظہور میں آئیں اُس زمانہ میں کوئی شخص انکا جواب نہ لاسکا اور اگر یہ مراد ہو کہ قیامت
تک اسکا جواب نہ ہو سکے گا حضرت موسےٰ کے زمانہ میں اُنکے معجزہ کا جواب نہ ہو سکا لیکن
یہ کیونکر ثابت کیا جا سکتا ہو کہ قیامت تک اسکا جواب نہ ہو سکے گا۔

ان سب امور کو مان بھی لیا جائے تو یہ بحث باقی رہے گی کہ معجزہ صرف اُن لوگوں پر
حجت ہو سکتا ہو جو اُسوقت موجود تھے آیندہ نسلوں کو اس علم کا صرف روایت کے
ذریعہ سے ہو سکتا ہو لیکن اس قسم کی روایتوں کو قطعی اور یقینی کیونکر ثابت کیا جا سکتا ہو۔
روایتوں میں سب سے بڑا درجہ تواتر کا ہو یعنی جو خبر متواتر ہوتی ہو اُسکو یقینی کہا جاتا ہو لیکن
کیا تمام متواترات یقینی ہیں؟ یہود یہ تواتر بیان کرتے ہیں کہ تورات میں کسی قسم کی تحریف
نہیں ہوئی یہود اور نصاریٰ دونوں متفق اللفظ ہیں اور یہ تواتر بیان کرتے
ہیں کہ حضرت عیسیٰ مصلوب ہوئے پارسی زردشت کے معجزات کو بہ تواتر بیان
کرتے ہیں غرض ہر فرقہ اپنے مذہب کے متعلق بہت سے واقعات کو بہ تواتر بیان کرتا ہو لیکن
کیا ان واقعات کو ہم یقینی سمجھتے ہیں؟ شاید یہ کہا جائے کہ روایت کی صحت کیلئے اسلام
شرط ہو جسکے یہ معنی ہیں کہ صرف مسلمانوں کا تواتر مفید یقین ہو، لیکن اس ایک طرفہ
فیصلہ کو مخالف کیونکر تسلیم کر سکتا ہو۔ یہ تمام بحثیں تو معجزہ کے امکان اور وقوع
سے متعلق تھیں اب فرض کرو کہ معجزہ ممکن بھی ہو واقع بھی ہوتا ہو۔ تواتر سے
اُسکا ثبوت بھی ہو سکتا ہو لیکن یہ مرحلہ اب بھی باقی ہو کہ اس سے نبوت پر کیونکر استدلال
ہو سکتا ہو مثلاً ایک شخص کہتا ہو کہ میں ہندسہ داں ہوں اور اسکی دلیل یہ پیش کرتا ہو
کہ میں بیس دن تک بھوکا رہ سکتا ہوں تو گو وہ بیس دن تک بھوکا رہے اور یہ کتنا ہی
خرق عادت واقعہ ہو لیکن اس سے اُسکا ہندسہ داں ہونا کیونکر ثابت ہوگا اسیطرح
ایک شخص کہتا ہو کہ میں پیغمبر ہوں جسکے یہ معنی ہیں کہ وہ سعادت دارین کا رہنما ہے

اسکی دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ وہ لاٹھی کو سانپ بنا دیتا ہے تو گو وہ ایسا کرتا ہو اور گو یہ کتنا ہی عجیب امر ہو لیکن اس سے اسکی پیغمبری کیونکر ثابت ہوگی دلیل کو دعوے کے ساتھ کیا ربط ہے الکلام صد ۷۲

ابتو ہر طرح معلوم ہو گیا کہ نبوت کا اثبات بقاعدہ اہل سنت محال ہے یعنی کسیطرح وہ نہیں ثابت کر سکتے کہ کوئی سچا نبی اُنکے یہاں مبعوث ہوا خواہ آنحضرت صلعم ہوں یا کوئی دوسرا کیونکہ لیاقت ذاتی تو پہلے ہی مفقود ہے۔ رہگیا تھا معجزہ اُسکی نفی بھی ثابت ہو گئی کہ نہ معجزہ ممکن ہے نہ وہ نبوت کا ثابت کرنیوالا۔ تو اب کیونکر وہ دعوے کر سکتے ہیں کہ ہم حضرت پر ایمان لائے؟ اب سنئے کہ وہی مولوی شبلی صاحب آخر میں لکھتے ہیں۔

جو اعتراضات اوپر مذکور ہوے انکا اجمالی جواب امام رازی نے مطالب عالیہ میں اور تفصیلی قاضی عضد نے مواقف میں دیا ہے لیکن جواب ایسے ہیں جو اعتراضات کو اور زیادہ قوی کر دیتے ہیں اور چونکہ علم کلام کی تاریخ میں ہم ان کا ذکر بھی کیا ہے اسلئے یہاں اُنکے اعادہ کی کچھ ضرورت نہیں الکلام صفحہ ۷۶

اس تحریر سے آپ کو صرف یہی نہیں معلوم ہوا کہ مولوی شبلی صاحب نے منکرین نبوت کے اعتراض کو نہایت صفائی اور وضاحت سے بلکہ کچھ اضافہ سے بیان کیا جس سے اُنکے اعتراضات اور قوی ہوں اور جواب سے بالکل چشم پوشی کر لی

بلکہ یہ بھی معلوم ہو گا کہ علماء اہل سنت نے جسقدر جواب دیا ہے وہ سب ناکافی ہیں بلکہ اور بھی اعتراض کو قوی کرنے والے ہیں۔ تو اب آپ ہی ایمان سے فرمائے کہ اہل سنت کا یہ دعوے کہ ہم حضرت کی نبوت کو مانتے ہیں کیسا غلط دعوے ہے یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم یہ شہادت اُن کی نبوت آنحضرت پر اُسی قسم کی ہے جسپر خدا نے یہ آیہ نازل کیا اذا جاءك المنافقون قالوا نشهد انك لرسول الله والله يعلم انك لرسوله والله يشهد ان المنافقين لكاذبون۔

مولوی شبلی صاحب نے جس لہجہ میں معجزہ حضرت موسےٰ ع کا ذکر کیا ہے "وہ لاٹھی کو سانپ بنا دیتا ہے"، ایسا لہجہ ہے کہ خود بتا رہا ہے مولوی صاحب اس معجزہ پر کسقدر ایمان رکھتے ہیں

حالانکہ صدہا مقام پر قرآن میں اسکا ذکر موجود ہے۔
نہیں صرف لبجہ ہی نہیں ہے بلکہ تصریح ہے چنانچہ اپنے امام غزالی سے نقل کرتے ہیں
فمن ذلك الطريق فا طلب اليقين بالنبوة لامن قلب العصا ثعبانا وشق القمر
تو اس طریقہ سے نبوت پر یقین لاؤ۔ نہ اس بات سے کہ لاٹھی اژدہا بن گئی یا چاند پھٹ گیا۔
لیجیے حضرت موسےٰ ہی کے معجزہ سے نہیں انکار کیا گیا جسکا ذکر صدہا مقام پر قرآن میں ہے بلکہ معجزہ شق القمر بھی لغو ٹھہرا اقتربت الساعة وانشق القمر قرآن کا آیہ غلط ہے۔
آہ ان مخالفین اسلام نے یہی نہیں کیا کہ صرف ضمنی طور سے اس معجزہ سے انکار کیا ہو بلکہ صاف صاف لکھتے ہیں چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب تفہیمات الٰہیہ میں لکھتے ہیں اما شق القمر فعندنا ليس من المعجزات انما هو من آيات القيمة كما قال الله تعالى اقتربت الساعة وانشق القمر ولكنه اخبر عنه قبل وجوده فكان معجزة من هذا السبيل۔ یعنی شق القمر ہم لوگونکے نزدیک معجزہ نہیں ہے بلکہ وہ تو علامات قیامت سے ہے ہاں حضرت کا خبر دینا اس سے قبل از وجود ہے۔ اس لحاظ سے وہ معجزہ ہے۔
چونکہ تفصیلی بحث اسکی **اصلاح** جلد ۳ میں ہوچکی ہے لہذا اسوقت لکھنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ صرف یہ دکھانا ہے کہ مولوی شبلی صاحب یا اُنکے امام غزالی ہی اسکے منکر ہیں بلکہ شاہ ولی اللہ صاحب بھی منکر ہیں جو کسیطرح نہیں مانتے اور اسپر بھی اہل سنت اُنکی تحقیقات کے جان و دل سے عاشق ہیں۔
مولوی شبلی صاحب نے اور بھی چند تصریحیں اسکی لکھی ہیں کہ معجزہ کوئی چیز نہیں چنانچہ لکھتے ہیں امام رازی سورۂ عنکبوت کی تفسیر میں لکھتے ہیں وليس من شرط الرسالة المعجزة پیغمبر کے لئے معجزہ شرط نہیں۔ پھر تھوڑی دور کے بعد لکھتے ہیں و لهذا اعلم وجود سل کثیرة وادريس ز شعيب لم

تعلم لهم معجزة۔ اسیوجہ سے ایسے انبیا بھی گذرے ہیں مثلاً حضرت شیث
آدریس شعیب جنکے پاس کسی معجزہ کا ہونا معلوم نہیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں فلیست المعجزات
ولا استجابة الدعوات ونحو ذلك الا امورا خارجة عن اصل
النبوة لازمة لها فی الاکثر معجزات اور اجابت دعا اور اس قسم کی باتیں
اصل نبوت سے خارج ہیں لیکن اکثر حالات میں نبوت کے ساتھ لازم ہیں الکلام صفحہ ۸۴
اس تحقیقات سے اہل سنت کو بخوبی معلوم ہوگا کہ آپکے علما نے انکار معجزات اور انکار نبوت
میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ یہانتک کہ وہ اسکے بھی قائل نہیں ہیں کہ دعا کا قبول ہونا نبوت
کے شرائط سے ہو پھر بتاؤ تم کسی نبی کی تصدیق کس ذریعہ سے کر سکوگے۔ کیونکہ زبانی دعویٰ
کرنے والے تو ہزاروں ہوتے ہیں اور ہر عقل و فہم کے مدعی ہوتے ہیں۔ اگر یہ قید اٹھادی جائے تو ایک
جھوٹھا مکار مگر چالاک عیار دعوائے نبوت کر سکتا ہے جیسا کہ صدہا نے کیا۔ بر اصول اہل سنت
سب کی تصدیق لازم ہے اور سب پر ایمان لانا ضروری ہے کیونکہ جھوٹھا سچا انکے یہاں ایک بھاؤ ہے

اب آئیے اُس ذریعہ کو بھی سُن لیجئے جو بقول مولوی شبلی صاحب طریقہ محققین ہے
جس سے نبوت نبی کی ثابت ہوتی ہے لکھتے ہیں صفحہ ۹۹

نبوت کی حقیقت اور اُسکے اصول اور شرائط، اشاعرہ نے جو کچھ بیان کئے وہ اوپر گذر
چکے یا امام غزالی اور رازی وغیرہ نے ان مسائل کی تشریح عام تصنیفات میں،
اشاعرہ ہی کے مذاق کے موافق کی لیکن مخصوص تصنیفات میں اپنی خاص تحقیقات بیان کیں،
اور یہ بھی تصریح کردی کہ اشاعرہ کا طریقہ ناکافی اور پر از مشکلات ہے۔ امام رازی مطالب عالیہ میں لکھتے ہیں
اعلم ان القائل بالنبوة فریقان۔ نبوت کے قائل دو فریق ہیں۔
احدهما الذین یقولون ان ظهور ایک فریق کہتا ہے کہ معجزات کا ظاہر ہونا
المعجزات علی یده یدل علی صدقه نبی کے سچے ہونے کی دلیل ہے، اور یہی
وهذا القول هو الطریق الاول قدیم طریقہ ہے، اور دنیا کے تمام اہل
وعلیه عامة ارباب الملل والنحل۔ اسکے قائل ہیں۔

والقول الثانی ان نقول انا نعرف اولاً ان الحق والصدق فی الاعتقادات ما هو وان الصواب فی الاعمال ما هو فاذا عرفنا ذلک ثم راینا انسانا یدعو الخلق الی الدین الحق ورأینا ان لقوله اثراً قویاً فی صرف الخلق من الباطل الی الحق عرفنا انه نبی صادق واجب الاتباع وهذا الطریق اقرب الی العقل والشبهات فیه اقل

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پہلے یہ طے کیا جائے کہ صحیح عقائد اور اعمال خیر کیا ہیں، اس امر کے محقق ہو جانے کے بعد جب یہ دیکھا جائے کہ ایک شخص لوگوں کو دین حق کی دعوت دیتا ہے اور یہ بھی نظر آئے کہ اسکی بات لوگوں کو باطل سے حق کی طرف لانے میں نہایت قوی اثر رکھتی ہے تو ہمکو یقین ہو جائیگا کہ وہ سچا پیغمبر ہے اور واجب الاتباع ہے اور یہ طریقہ عقل سے زیادہ قریب ہے اور اسپر بہت کم شبہے وارد ہوتے ہیں۔ الکلام صفحہ ۹۰

پھر لکھتے ہیں بعد نقل عبارت امام فخر الدین رازی بلکہ خلاصہ ہے انکی عبارت کا۔ چونکہ نقصان و کمال دونوں کی انتہائی حدیں ہیں اسلئے ضرور ہے کہ ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی شخص ایسا پایا جائے جو انتہائی کمال کے درجہ تک پہنچا ہو۔ اب جس شخص میں یہ دونوں قوتیں کامل درجہ پر پائی جائیں، اور دوسروں کو بھی کمال کے درجہ تک پہونچا سکتا ہو وہی نبی اور پیغمبر ہے۔ الکلام صفحہ ۹۲

ان سب کے بعد خود مولوی شبلی صاحب لکھتے ہیں۔

ان تمام تقریروں کا ماحصل اور قدر مشترک یہ ہے کہ خدا نے انسان کو جس طرح اور مختلف قوتیں عطا کی ہیں۔ اسیطرح ایک روحانی قوت عطا کی ہے جسکا نام قوت قدسیہ یا ملکہ نبوت ہے۔ یہ قوت تزکیہ نفس اور پاکیزگی اخلاق سے تعلق رکھتی ہے جس شخص میں یہ قوت موجود ہوتی ہے وہ اخلاق میں کامل ہوتا ہے اور اپنے اثر سے اوروں کو کامل بنا سکتا ہے، یہ شخص کسی سے تعلیم و تربیت نہیں پاتا بلکہ بغیر تعلم و تعلیم کے اسپر حقائق اشیاء منکشف ہو جاتے ہیں۔

نبوت کی اس حقیقت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ جب یہ بات بداہتہً

نظر آتی ہے کہ ایک شخص کچھ پڑھا لکھا نہیں ہوتا (مثلاً ہومر اور امرء القیس)
اور باوجود اسکے اس درجہ کا فصیح و بلیغ۔ شاعر یا خطیب۔ یا صناع۔ یا موجد
ہوتا ہے کہ تمام زمانہ میں اُسکا جواب نہیں ہوتا۔ تو کیا یہ بعید ہے کہ خدا بعض افراد کو
اس قسم کی قوت قدسیہ عطا کرے کہ اُنپر بغیر تعلم و تعلیم کے، اخلاق کے حقائق
و اسرار منکشف ہو جائیں۔ الکلام صفحہ ۱۰۳

اِن عبارتوں سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ مقصود اصلی کیا ہے۔ نبوتِ انبیا سے عموماً اور نبوت
آنحضرت سے خصوصاً انکار! کیونکہ جب خرق عادت محال ٹھہرا۔ اور بشرط وقوع بیکار
تو اب کونسا ذریعہ اسکا رہا کہ ہم صادق و کاذب میں فرق کرسکیں [illegible] یہ وہی تعلیم ہے جو
سر سید احمد خاں دیگئے کہ نہ وحی ہے نہ الہام نہ جبرئیل ہیں نہ میکائیل بلکہ ملکۂ نبوت
ہے جو فطرۃً کسی دل میں پیدا ہو جائے۔ اسی سے توحید۔ نبوت۔ معاد [illegible] انکار [illegible]
ایک زمانہ وہ تھا کہ جب سر سید نے اسکی آواز بلند کی تھی تو دنیا بھر میں
مخالفت پھیلی اور اب وہی مضمون اس آب و تاب سے سنایا جاتا ہے اور لوگوں کو یقین دلایا جاتا ہے
[illegible] کہ نہایت خوشی سے سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں اور کوئی چوں نہیں کرتا۔

دوسرا رُخ

جو لوگ مولوی شبلی صاحب کی پالیسی سے واقف ہیں خوب جانتے ہیں انکی غرض اصلی
حمایت خلفاء بنی امیہ و بنی عباس ہے جنکے کارنامے نت نئے انداز سے ہمیشہ پیش کئے جاتے
ہیں۔ اور عام مسلمانوں کو یقین دلایا جاتا ہے کہ **اسلام** جو کچھ ہے وہ انہیں کا ساختہ پرداختہ
اسلامی فنون۔ اسلامی علوم۔ تمامتر انھیں کے زیر بار احسان ہیں۔
اُسی اصول پر یہ تعلیم دیجاتی ہے کہ نبوت دراصل کوئی شے نہیں ہے بلکہ یہ بن پڑے کی
فقیری ہے جسکی جھلک [illegible] جب خرق عادات سے انکار کر دیا گیا۔ اُسکا مصدق
نبوت ہونا اُڑا دیا گیا۔ تو نبی کی کیا **شان** رہی کہ مثل ما و شما کے ایک معمولی آدمی تھے۔
زیادہ بر ایں نیست کہ انکی [illegible] اچھی تھیں۔ اقوال خوب تھے حکمت کی باتیں کہتے تھے
جب اس درجہ پر وہ نبی کو پہنچا دینگے تو دوسرا موازنہ قائم کرینگے کہ اب انکے افعال و اقوال

کا دوسروں سے موازنہ کرو تو خود کھل جائیگا لائق نبوت کون شخص ہے اور یہ نبی ہو سکتے ہیں یا نہیں

مولوی شبلی صاحب اپنی بے بہا تصنیف الفاروق میں لکھتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب نے احادیث کے مراتب میں جو فرق بتایا اور جس سے کوئی صاحب نظر انکار نہیں کر سکتا اس تفریق مراتب کے موجد دراصل حضرت عمر ہیں کتب سیر اور احادیث میں تم نے اکثر پڑھا ہوگا کہ بہت سے ایسے موقع پیش آئے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے **کوئی کام کرنا چاہا یا کوئی بات ارشاد فرمائی تو حضرت عمر نے** اسکے خلاف رائے ظاہر کی مثلاً صحیح بخاری میں ہے کہ جب آنحضرت نے عبداللہ بن ابی کے جنازے پر نماز پڑھنی چاہی تو حضرت عمر نے کہا کہ آپ منافق کے جنازے پر نماز پڑھتے ہیں

قیدیان بدر کے معاملہ میں ان کی رائے بالکل آنحضرت کی تجویز سے الگ تھی صلح حدیبیہ میں انھوں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ اسطرح دب کر کیوں صلح کی جاے۔ ان تمام مثالوں سے تم خود اندازہ کر سکتے ہو حضرت عمر ان باتوں کو منصب نبوت سے الگ سمجھتے تھے ورنہ اگر باوجود اس امر کے کہ وہ باتیں منصب رسالت سے تعلق رکھتی تھیں ان میں دخل دیتے تو بزرگ ماننا درکنار ہم ان کو اسلام کے دائرہ سے بھی باہر سمجھتے۔

اسی فرق مراتب کے اصول پر بہت سی باتوں میں جو مذہب سے تعلق نہیں رکھتی تھیں اپنی رایوں پر عمل کیا مثلاً حضرت ابوبکر کے زمانے تک امہات اولاد یعنی وہ لونڈیاں جن سے اولاد پیدا ہو جاے برابر خریدی اور بیچی جاتی تھیں حضرت عمر نے اسکو بالکل روک دیا۔

آنحضرت نے جنگ تبوک میں جزیہ کی تعداد فی کس ایک دینار مقرر کی تھی حضرت عمر نے مختلف ملکوں میں مختلف شرحیں مقرر کیں آنحضرت کے عہد میں شراب کی کوئی خاص حد مقرر نہ تھی حضرت عمر نے اسّی کوڑے مقرر کئے۔ یہ ظاہر ہے کہ ان معاملات میں آنحضرت کے اقوال و افعال اگر تشریعی حیثیت سے ہوتے تو حضرت عمر کی کیا مجال تھی کہ ان میں کمی بیشی کر سکتے۔ اور خدانخواستہ وہ کرنا چاہتے تو صحابہ کا گروہ ایک لحظ کیلئے بھی مسند خلافت پر ان کا بیٹھنا کب گوارا کر سکتا تھا،

حضرت عمر کو اس امتیاز مراتب کی جرأت اس وجہ سے ہوئی کہ آنحضرت کے متعدد احکام

میں جب اُنھوں نے دخل دیا تو آنحضرت نے اُس پر ناپسندیدگی نہیں ظاہر کی بلکہ متعدد معاملات میں حضرت عمر کی رائے کو اختیار فرمایا اور بعض موقعوں پر تو خود وحی الٰہی نے حضرت عمر کی رائے کی تائید کی۔ قیدیانِ بدر حجاب ازواج مطہرات۔ نماز جنازۂ منافق۔ ان تمام معاملات میں وحی جو آئی وہ حضرت عمر کی رائے کے موافق آئی۔

اس تفریق اور امتیاز کی وجہ سے فقہ کے مسائل پر بہت اثر پڑا کیونکہ جن چیزوں میں آنحضرت کے ارشادات منصبِ رسالت کی حیثیت سے نہ تھے ان میں اس بات کا موقع باقی رہا کہ زمانے اور حالاتِ موجودہ کے لحاظ سے نئے قوانین وضع کئے جائیں چنانچہ معاملات میں حضرت عمر نے زمانے اور حالات کی ضرورتوں سے بہت نئے نئے قاعدے وضع کئے جو آج حنفی فقہ میں بکثرت موجود ہیں، برخلاف اسکے امام شافعی کو یہاں تک کد ہے کہ **ترتیب** فوج تعین شعار۔ تشخیص محاصل وغیرہ کے متعلق بھی وہ آنحضرت کے اقوال کو **تشریعی** قرار دیتے ہیں اور حضرت عمر کے افعال کی نسبت لکھتے ہیں کہ رسول اللہ کے سامنے کسی کے قول و فعل کی کچھ اصل نہیں۔ الفاروق ۲۳۸

اب تو صاف کھل گیا کہ اس تہ در تہ پیچ در پیچ تحریر کی غرض کیا ہے کہ مسلمانوں کو نبوتِ آنحضرت سے منحرف کرا کر اسکا اقرار کرائیں کہ اسلامی دنیا میں جو کچھ تھے حضرت عمر تھے۔ جو ہر وقت حضرت کے افعال پر اقوال پر اعتراض کرتے رہتے تو کتے۔ اپنی رائے علحدہ رکھتے جس پر خدا بھی انھیں کی تائید کرتا اور انھیں کی رائے کے موافق وحی اُترتی۔ **پھر نبی یہ ہوئے یا آنحضرت؟**

افسوس صد افسوس کہ اُس زمانہ کے کفار یہود و نصاریٰ تک تو حضرت کے منہ سے اگر کوئی کلمہ نکلتا تو یقین کر لیتے اور یہ مسلمان ہیں جو حضرت کے ہر قول و فعل کو قابل اصلاح و ترمیم سمجھ رہے ہیں۔

جنگ تبوک میں حضرت نے لشکر روانہ کیا تو آپنے حضرت جعفر طیار۔ اور زید حارثہ کو سردار لشکر بنایا اسطرح کہ اگر یہ مارے جائیں تو وہ ہو۔ وہ مارے جائیں تو یہ امیر لشکر ہوں ایک یہودی بھی وہاں کھڑا سنتا تھا اُسنے نکلتے ہی کہدیا اگر

یہ نبی برحق ہیں تو تم دونوں مارے جاؤگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مگر یہ لوگ حضرت کے کسی قول و فعل کو اس قابل نہیں سمجھتے کہ اُس پر وثوق کیا جاوے پھر یہ کیسے مسلمان ہیں؟

اس موازنہ سے کہ انھوں نے ایک طرف بعد انکار معجزات وخوارق عادات وغیرہ حضرت کے اقوال وافعال سے نبوت کو ثابت کرنا چاہا دوسری طرف بمقابلہ رائے حضرت عمر آنحضرت کی غلطی اور خطا کو تسلیم کیا۔ آپکو معلوم ہو گیا ہوگا کہ مقصود اصلی انکا کیا ہے کہ جسطرح ہو سکے حضرت کی خطا و نکو بمقابلہ خلیفۂ دوم ثابت کریں۔

مولوی شبلی صاحب نے اس عمر ہی مخالفت کو اگرچہ بہت دھیمے الفاظ میں لکھے ہیں مگر واقعات سے مجبور تھے مٹا نہیں سکے لہذا دھیما کر کے لکھا ورنہ جن لوگوں نے ملاحظہ ازالۃ الخفا دیکھی ہے اُنکو معلوم ہے کہ حضرت عمر کی مخالفت آنحضرت سے کسی طرح دائرہ ادب بلکہ دائرہ اسلام میں نہیں آسکتی۔ حضرت نے ابوہریرہ کو اپنی نعلین مبارک بطور علامت ایک پیغام پہونچانے کے لیے دی کہ سکو دکھا کر میرا پیغام پہونچا نا کہ سکو یقین آئے عمر صاحب نے اُنکو ایسا دھکا دیا کہ وہ چوتڑ کے بل زمین پر گر پڑے اہل کتاب کی کتابیں لا کر حضرت کے سامنے اسطرح پڑھتے اور آپکو رنج دیتے کہ آخر ابوبکر صاحب و دیگر انصار نے انکو گالیاں دیں تب باز آئے۔ جنگ بدر میں مشرکین قریش کی اسطرح مدح سرائی کی اور حضرت کو رنج دیا کہ حضرت کا چہرہ مارے غصہ کے سُرخ ہو گیا۔ جنگ احد میں ایسا بھاگے کہ خود کہتے ہیں پہاڑ پر بکری کیطرح پہاڑ پر اُچھلتا تھا۔ جنگ خندق میں ہر چند کہتے رہے کہ جا کر دشمنوں کی خبر لائیں مگر نہ گئے نہ گئے۔ اسی لڑائی میں عمرو بن عبدود کی ایسی شجاعت بیان کی کہ پھر کوئی اسلامی لشکر سے لڑنے کو نہ نکلا بہ استثناء جناب امیر جنھوں نے اس لڑائی کو سر کیا۔ منافق کی نماز میں حضرت کا دامن پکڑ کر گھسیٹا۔ جنگ حدیبیہ میں تو ایسا شک ہوا کہ کبھی ویسا شک نہ ہوا تھا۔

یہ مخالفتیں انکی حضرت کے ساتھ ایسی بڑھی چڑھی تھیں کہ آخر شاہ ولی اللہ صاحب کو کہنا پڑا حضرت نہایت سختی اور شدت سے انکی تربیت چاہی مگر افسوس بقول انک لا تھدی من احببت کسی طرح یہ ہدایت سود مند نہ ہوئی کیونکہ

آخری کام انسے یہ ہوا کہ باوصف تاکید شدید بلکہ لعنت دینے کے بھی لشکر اسامہ کے ساتھ نہ گئے اور تحریر وصیت نامہ سے مانع ہوئے بلکہ حضرت کی شان میں کلمات ان الرجل لیہجر کہا جو باتفاق علماء اہل سنت خلاف شان رسالت کلمہ ہے۔ اور پھر بھی اسکے باعث ہوئے کہ حضرت کو بلا غسل و کفن و دفن چھوڑ کر سقیفہ میں گئے اور اپنی مرضی و خواہش سے حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنایا جسکے بعد جو ہوا ظاہر ہے۔ جناب سیدہ کے گھر جلانے کی قسم کھانے والے یہی ہیں۔ فدک کے روکنے میں سب سے زیادہ یہی کوشاں ہیں یہانتک کہ ابوبکر صاحب نے جو واگذاشت فدک کا فرمان لکھا اُسکے چاک کرنیوالے یہی ہیں۔

غرض خود مولوی شبلی صاحب کی تحریر سے بھی جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ "اس تفریق اور مخالفت کے موجد حضرت عمر ہیں" بہت سے ایسے موقع پیش آئے کہ جناب رسول اللہ نے کوئی کام کرنا چاہا یا کوئی بات ارشاد فرمائی تو حضرت عمر نے اُسکے خلاف رائے ظاہر کی، وغیرہ وغیرہ۔ تو اب ہمکو کسی بات کے لکھنے کی ضرورت نہیں رہی۔ کیونکہ **عام مسلمانوں کے نزدیک اسلام اور کفر کا فاصل یہی ہے متابعت رسول یا مخالفت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔**

کیونکہ جو مسلمان ہوگا خدا کو مانے گا قرآن کو مانے گا وہ تو رسول اللہ کے قول و فعل کو ہر امر پر مقدم اور سب سے افضل سمجھے گا۔ اور جو خدا اور قرآن کا مخالف ہوگا وہی حضرت کے کسی حکم کو یا کسی قول کو رد کریگا

یہیں سے آپکو یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ مذہب حنفی کو کیوں اسقدر رواج ہوا؟ اسیوجہ سے کہ مثل حضرت عمر وہ بھی سب سے زیادہ مخالف احکام رسول اللہ تھے۔

تو کیا اسکے بعد بھی اہل سنت اور خاص کر حنفی حضرات مدعی اسلام ہو سکتے ہیں۔

ہمکو نہایت حیرت ہوتی ہے عوام بلکہ خواص اہل سنت سے جب یہ کہہ بیٹھتے ہیں کہ شیعہ سنی کا خدا اور رسول و قرآن ایک ہے صرف خلافت کا جھگڑا ہے حالانکہ غور سے دیکھیے

ہو خلافت سے زیادہ نزاع نبوت بلکہ توحید میں ہے کہ نہ وہ خدا کو خدا مانتے ہیں نہ قرآن کو قرآن نہ نبی کو نبی۔ بلکہ صرف خلافت کے لئے وہ سب سے دست بردار ہیں جیسا کہ تقریر ماسبق سے ظاہر ہوا اور آئندہ بھی انشاء اللہ توضیح اس کی آتی ہے۔

(باقی آئندہ) اڈیٹر

اثر اصلاح پر غیروں کی نظر

اخبار وطن نمبر ۴۸ جلد ۶ مورخہ ۱۴ دسمبر کا یہ مضمون قابل غور ہے

گھر کا چراغ :- جناب اڈیٹر صاحب اخبار وکیل مورخہ ۱۲ نومبر میں منشی نواب الدین صاحب کا ایک مضمون "گھر کا چراغ" کی سرخی سے شائع ہوا ہے اس پورے مضمون کی نسبت تو اس وقت مجھے کہنے کی حاجت نہیں ہے مگر اون کے اس جملہ پر "ڈیپوٹیشن کی اہمیت کو کم کرنے کی سب سے زبون کوشش وہ ہے جو اعدائے اسلام مگر نام نہاد مسلمانوں کی طرف سے کیگئی ہے جسکا شرمناک نمونہ **رسالہ اصلاح** پیش کرتا ہے اور جسے واجب الاحترام اسلامی اخباروں نے بجز روزانہ پیسہ اخبار کے کم وقعت سمجھ کر نظر انداز کر لیا ہے" مجھے عرض کرنا یہ ہے کہ ضرور ہے بعض حضرات حقیقت میں مسلمانوں میں نااتفاقی پھیلایا کرتے ہیں اور اسلام کے اصل نفع و نقصان کو نہیں سمجھتے اور اس لحاظ سے اگر اونکو اعدائے اسلام کہا جائے تو بیجا بھی نہیں ہے مگر میں نہیں سمجھتا کہ جو انجمن یا جو پرچہ مسلمانوں کو غلط راہ پر چلا رہا ہو وہ خواہ مخواہ کم وقعت کیونکر سمجھا جائے گا نہ معلوم منشی صاحب نے یہ نتیجہ کہاں سے نکالا اور اگر واقعی اسلامی اخباروں نے رسالہ **اصلاح** کی اس کارروائی کو کم وقعت سمجھا تو سخت غلطی کی اسلئے کہ میں نے کامل طور سے تحقیق کیا ہے اور مجھے نہایت وثوق سے معلوم ہے کہ رسالہ اصلاح کا انفلوئنس سنی و شیعہ دونوں فرقوں میں بہت زیادہ ہے لفظ (اصلاح) کے دھوکے میں رکھ کر بہت سے سنیونکو بھی اسنے اپنا گرویدہ کر لیا ہے اور اسوقت اوسکے ناظرین نہیں بلکہ اوس کے خریدار غمین چار ہزار سے زیادہ

ہیں اسلئے کہ ہندوستان بھر کے شیعوں کی نظر سے یہ پرچہ گذرتا ہے اور شیعہ کمیونٹی (خواہ خواندہ ہو یا ناخواندہ) اسکو خاص محبت اور وقعت کی نظر سے دیکھتی ہے کیا آپ لوگوں کو یہ سنکر تعجب نہ ہوگا کہ آنریبل نواب فتح علی خان قزلباش و آنریبل نواب سید محمد مہدی و مرزا عابد علی بیگ و خلیفہ محمد حسین و خلیفہ محمد کاظم و آنریبل راجہ محمود آباد اور خاصکر نواب نصیر حسین خان خیال عظیم آبادی جیسے علی گڈھ پارٹی کے حضرات اس کی خاص وقعت رکھتے ہیں اور بہت کچھ امداد پر کربستہ رہتے ہیں اعلیٰ طبقہ سے لیکر ادنیٰ طبقہ تک یہ شیعوں میں پورے مقتدا اور رہنما کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے اور سنی فرقہ کے اکثر حضرات بھی اس کے ایسے خیالات کے (خصوصاً سرسید کی مخالفت میں جو ہوتے ہیں) تائید کرتے ہیں پس ایسے پرچے کو کم وقعت سمجھنا ایک بہت بڑی نادانی ہے اور اس کے نتائج کسی دن بہت برے ظاہر ہوں گے لہذا ہمارے لیڈروں کو چاہیے کہ اپنی اس بہت بڑی غلط فہمی میں نہ پڑے رہیں بلکہ جہاں تک ممکن ہو ان کی تالیف قلوب کرتے رہیں اور سہولیت سے غلط فہمی رفع کرنے کی کوشش کریں کہ یہ لوگ بھی شیعہ سنی کے درمیان اتحاد و اتفاق کے ساعی ہوں۔ دیکھئے رسالہ اصلاح نے صرف شیعوں کی علحدگی ظاہر کی تھی اور کوئی نیا ڈیپوٹیشن پیش کرنے کی تحریک نہیں کی ہے مگر اوس کے لکھتے ہی نوٹ سے بمبئی وغیرہ کے شیعوں میں (جنمیں خوجے و بوہرے سب شریک ہیں) بہت جوش پھیلا ہوا ہے اور اونھوں نے ارادہ کیا کہ ایک ڈیپوٹیشن شیعوں کیطرف سے بھی اپنی علحدگی ظاہر کرنے کیلئے پیش ہو جیسکے خبر بمبئی کے مشہور اخبار جام جمشید میں شائع ہوئی تھی۔

راقم محمد سلیمان از لکھنؤ۔

اصلاح یہ پہلی آواز ہے جو اس لہجہ میں سنائی دی اور ہم آدمی سمجھے گئے یا مسلمان اور ہمارے اتحاد کی ضرورت بتائی گئی ورنہ ہمارے ساتھ آج تک جو سلوک ہوتا رہا کس پر مخفی ہے۔ ہم اوس خدائے واحد کے خالص بندے ہیں جو فرماتا ہے لتقربت بشبر تقربت ذراعاً اگر تم ایک بالشت ہماری طرف بڑھو گے تو ہم ایک ہاتھ بڑھینگے ہمارے وہی امام ہیں جنھوں نے صرف اسلامی اتحاد کیلئے مصائب اوٹھائے کل ائمہ کی یہی تلقین ہے مگر جب یہ برتاو ہونے لگے کہ ہمارے ملکی حقوق بھی پامال ہونے لگے تو کہاں تک صبر کیا جائے۔

ہم دوسرے جمہور سے اخبار و نکا ذکر نہیں کرتے صرف اسی وطن کو لیتے ہیں جو صلح کل پالیسی کا بظاہر سب سے
زیادہ طرفدار ہے اور حق یہ ہے کہ نزاعی امور سے اوسکو بہت کچھ اجتناب ہے مگر کئی دفعہ ہمارے پاک مذہب
پر حملہ آور ہوا اور ہمنے ہمیشہ انسانی غلطی پر اوسکو محمول کیا مگر آل محمد والی تحریر نے ہمکو مجبور کیا کہ اسکی غلطی کو
بتائیں۔ وہ بھی دیکھئے کس مہذب پیرایہ سے۔ اوس تحریر میں صرف یہی نہیں کیا گیا تھا کہ آیت اور حدیث
کے معنی بتائے گئے تھے بلکہ خود جناب رسالتمآب کے ساتھ نہایت بے ادبی کی گئی کہ حضرت کو شان
ہمسر فرعون بنایا اور آپکی آل کو آل فرعون کے معنون میں لیا جسکو کوئی مسلمان نہیں برداشت کر سکتا
خواہ وہ سنی ہو یا شیعہ مگر صرف اس غرض سے ایسی تحریر خلاف اسلام وطن میں بھی شایع ہوئی اور دیگر
مدعیان اسلام خصوصا نجم لکھنو نے بھی شایع کی کہ اون کے دانست میں اس سے شیعونکی
دل آزاری ہوتی ہے۔ حالانکہ سنیون کا اس سے زیادہ نقصان ہوتا ہے کیونکہ ہزار ہا کتب احادیث
و تفاسیر و تواریخ غلط ثابت ہوتی ہیں جنمیں بصراحت تمام مذکور ہے کہ آل محمد سے مراد پنجتن پاک ہیں۔

اسی ضمن میں بحوالہ اخبار قادیانی یہ بھی لکھا تھا کہ وطن عیسائیون کی اون کتابون کو شایع
کرتا ہے جو بمخالفت اسلام لکھی گئیں جو ایسے جوشیلے ہوا خواہ اسلام کے کسی طرح شایان نہیں۔

اس مضمون پر بہت سی تحریریں وطن میں چھپ چکیں جنمیں انکی یہ کارروائی سراہی گئی ہے جس سے
ہمکو چندان بحث نہیں کیونکہ ہر شخص کا خیال جداگانہ ہے کوئی اس میں مسلمانون کی خیر خواہی سمجھتا ہے کہ مخالف
اسلام اسپر ہر طرف سے بڑھ بڑھ کر حملہ کریں اور اسلام مطلق جواب نہ دے۔ کوئی اسیکو خیر خواہی اسلام مانتا
کہ مخالفین اسلام کی کتابیں جو اسلام کی رد میں ہیں وہ مسلمان شایع کرے جو اسلام اور سلطان المعظم کا
ایسا ہوا خواہ ہو کہ رسول اللہ صلعم سے بھی زیادہ اونکی تعظیم کرتا ہو کیونکہ یہ تو ہم کیا سب دیکھ رہے
ہیں کہ سلطان المعظم پر ادھر شبہۃ بھی کسی نے حملہ کیا اور وطن سینہ سپر ہوا مگر رسول اللہ صلعم کی عظمت
ہے کہ جن کتابوں میں نہایت دریدہ دہنی سے حضرت کی توہین کیگئی ہے اوسکے اشاعت کے بھی ٹھیکہ دار ہیں

اگر اون کی اسلامی خیر خواہی اسی کی متقاضی ہے تو ہمکو زیادہ بحث نہیں کیونکہ اس کا یہ فائدہ اونہون
نے اور اون کے طرفداروں نے سوچا ہے کہ مسلمان اون اعتراضون سے بخوبی واقف ہون جو مخالفین
اسلام نہایت چرب زبانی سے بیان کر رہے ہیں مگر اسکی وجہ نہیں سمجھ میں آئی کہ پادری لوگ تو جس
کتاب کو ۱۰ ر پر بیچیں۔ اڈیٹر وطن اوسکی اصلی قیمت عہ رقایم کریں اور رعایتی ۸ ر بتائیں پادری

جسکی قیمت چھ ہر تباتین اڈیٹر وطن اصل قیمت ۵۰ اور رعایتی للعہ تباتین۔

کیون صاحب! کتب کفر کا چھاپنا تو تائید اسلام میں داخل کیا گیا اور جو گناہ وام قرار دینا مسلمانون کے ذریعہ افلاس کی فکر کرنا ہے۔ اسی پر اسلام کی خیرخواہی کا دعوی کیا جاتا ہے اور مسلمانون کے افلاس کا رونا رویا جاتا ہے۔

ہم الاتی نامہ نگار سے امید کرتے ہیں کہ وہ غور کرین وہ اعدائے اسلام کا خطاب کسکو زیبا ہے اسکے بعد ہم امید کرتے ہیں کہ خدا کرے آپکے خیالات کا قوم پر اثر پڑے اور وہ سمجھین کہ شیعہ بھی آدمی ہیں اور کلمہ کے شریک ہیں دل رکھتے ہیں زبان رکھتے ہیں احساس کی قوت رکھتے ہیں اگر آپ انکو نہ ستائینگے تو ان سے بڑھ کر آپکا خیرخواہ کوئی نہ ہوگا مگر کم سے کم اسکا تو خیال کرنا چاہئے کہ جسطرح غیر قومیں ہندوستان میں بستی ہیں انکو بھی رہنے دین۔

اس کے ساتھ ہی انشاء اللہ خانصاحب اڈیٹر وطن سے بھی معافی کا خواستگار ہون کہ مینے محض اسلامی خیرخواہی کے لئے اس قدر عرض کیا تھا ورنہ آپکی عظمت کا میں بھی معترف ہون اور چاہتا ہون کہ اسلام کے سچے اور حقیقی خیرخواہ بنیئے اور اعلاء کلمۃ اللہ میں کوشش فرمائے ایسی تحریرین جو آل محمد کے بارے میں شائع ہوئیں لوٹن اخبارون کو حوالہ کیجئے جو صرف پیسہ کمانے کے لئے نکلتے ہیں۔ اسلام کی خیرخواہی مسلمانونکی ہمدردی اور انکے اتحاد کو اپنا اصل الاصول بنائے ہم آپ کے سچے خیرخواہ ہیں۔

اب ہم اپنی قوم سے امید کرتے ہیں کہ اپنے اس قومی خادم اصلاح پر نظر کریں کہ یہ آپکی کیسی خدمت کرتا ہے کہ بڑے متین اور ساکت وصامت اخبارون پر اپنا اثر کئے بغیر نہ چھوڑا جو روزانہ پیسہ اخبار سب سے زیادہ اس مادہ مین صلاحیت کا مخالف تھا اوسمیں اب یہ تحریر شائع ہوئی ہے ملاحظہ فرمائے۔ اڈیٹر

محمڈن ڈپوٹیشن اور شیعہ۔ کانگریس ضرور مسلمانون کے مخالف کیون اسلئے کہ سرسید صاحب فرما گئے ہیں اور سے بھی کوئی دلیل بس یہی دلیل ہے کہ وہ فرما گئے ہیں۔ ایسی منطق پر عملدرآمد ہوتا رہا ہے مگر اب جبکہ شیعہ صاحب کہتے ہیں کہ وہ ڈپوٹیشن جو حالمیں حضور والیسرائے کی خدمت میں شملہ پر گیا تھا ہمارا قائمقام نہیں تھا اسلئے ہم علحدہ اپنا ڈپوٹیشن وائسرائے کے پاس بھیجینگے تو ان سے کہا جاتا ہے کہ عقل سے کام لو یہ ڈپوٹیشن کسیطرح شیعون کا مخالف نہیں کیون نیم بنائے گھر کو تباہ کرتے ہو مان جاؤ۔

کیون بھئی مسلمانو! اب شیعہ لوگون کو اپنی ہی ایجاد کردہ منطق سے کیون کام نہیں لینے دیتے۔ ایسے کیون تمھاری سنیس؟ جب تم کانگریس لونکی جس میں سب مذہب والے شامل ہیں نہیں سنتے اور اپنے ڈھائی اینٹ کی علحدہ مسجد بنانے ہو تو وہ کیون نہ بنائیں؟ ہندوستانیوں ہی لطف ہے اب مسلمانونکا کوئی او فرقہ اوٹھ کھڑا ہو اور وہ بھی ڈپوٹیشن سے انکار کرے۔ (جاسوس)

جمیع حضرات اہل سنت کی خدمت میں ضروری گذارش

معزز حضرات! آپلوگون کو معلوم ہو کہ کچھ عرصہ سے ایک گمنام نے آپ لوگون سے کچھ کمانیکو ایک پرچہ نکال رکھا ہو
جس سے چاہتا ہو کہ بندہ پرستی کو چھوڑ کر ستارہ پرستی جاری کرے مگر الحمد للہ کہ آپ حضرات نے کبھی اوسطرف توجہ نہ کی
کیونکہ بجز شور و غل فضول و مہمل خرافات و گزاف کے اس پرچہ میں کچھ نہیں ہوتا آخری تدبیر اوسنے یہ کی کہ ایسا
کیونکہ جانتے تھے کیو یہ غل مچانا شروع کیا کہ علماء شیعہ ہم سے لسانی مناظرہ کریں جسکی اصلی غرض یہ تھی کہ اس ذریعہ
سے آپ سے چندہ وصول کرکے اپنا شکم بھرے ورنہ آپ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی بازاری آدمی جناب مولوی عین القضاۃ
صاحب فرنگی محلی و مولوی خلیل احمد صاحب وغیرہ کا نام لیکر تمام چھاپ بھرے کہ وہ ہم سے مناظرہ کریں تو بازار
مین ضرور اوسکا نام ہوگا مگر سمجھدار تو اوسکی بات بھی نہ سنینگے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء لکھنؤ نے اسکی کوئی بات بھی نہ
سنی خواہ سنی ہوں یا شیعہ کیونکہ اسے قابل خطاب نہ سمجھا۔

مگر ایک شیعہ میں سے دعوت کو قبول کیا اور لکھا کہ حفاظت کا پورا سامان کر دو اور اوسکے ساتھ یہ بھی کہ
علماء اہل سنت کا نام لکھو کون مناظر ہوگا اور کیا وہ انکو اپنی طرف سے وکیل کرتے ہیں اور اس شخص کا
مناظرہ تمامی علماء اہل سنت کا مناظرہ سمجھا جائیگا اس تحریر نے اون کے ہوش و حواس کھو دئے پولیس و
حکام کی شرکت نا منظور کرکے مہاراج گوالیار کو مناظرہ کا حکم تجویز کیا جس سے آپلوگو نپر خود واضح ہوگا
کہ ان کے اس شور و غل کا کیا منشا ہو۔

جب ہمنے دیکھا کہ مناظرہ لسانی سے بھی انھون نے فرار کیا اور شور و غل بھی کر رہے ہیں کیونکہ مشہور
مثل ہو۔ خالی گھڑے زیادہ چھلکتے ہیں اور جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں۔ ہمنے اصلاح نمبر ۱۰ میں اعلان
دیا کہ اگر اوڈیٹر صاحب کو اپنی تحریر کے سچا ہونیکا کسی طرح سے بھی گمان ہو یا اس قابل بننے کا خیال
ہو کہ اہل علم ان تحریرونکو دیکھ سکیں تو وہ اپنے اخبار کے کل خریدارون کے نام چھاپ کر اوسکی مطبوعہ فہرست
کو ہمارے پاس بھیجدین ہم اوسکے کل خریدارون کے پاس اپنا پرچہ الشمس بھیجدیتے ہیں اور ہمارے الشمس
کے خریدارون کے پاس وہ مناظرہ کا حصہ بھیجدیں تاکہ ناظرین دونون پرچون کے مضامین دیکھ کر خود
فیصلہ کرلیں کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر کیونکہ پبلک سے بڑھ کر کوئی اسکا منصف نہیں اور انہیں
کی ہدایت کیلئے علماء فریقین کو کوشش کرنی چاہئے تاکہ حق انپر واضح ہو جائے اور وہ دلائل کی قوت و شوکت
سے فیصلہ کرلیں کون حق پر ہے کون باطل۔ اس تحریر کا جواب اسطرح دیتے ہیں " اصلاح نمبر ۱۱ آجتک مجھے ملا

جسکے صفحہ ۴۶ پر الشمس کی لاجوابی کا راگ گایا گیا ہے۔ کوئی صاحب محمد حمید رہیں ان کا مضمون ہے سخت حیرت ہوتی ہے کہ ان حضرات نے کیسی طبیعت پائی ہے ایکطرف الشمس کی فاش غلطیان بلکہ اوسکی عامدانہ کارروائیان اسکی صریح حق پوشیان دکھائی جارہی ہیں مگر وہ الشمس کی لاجوابی کا دعویٰ کر رہے ہیں اگر لاجواب ہونا اسی کا نام ہے کہ بدیہیات کا انکار کیا جائے آگ کو پانی پانی کو آگ لکھا جائے آمد کے معنی گیا اور رفت کے معنی آیا بیان کئے جائیں اور اسی قسم کے مزخرفات لکھ کے چار پانچ جز سیاہ کر دیا جائے کچھ کلمات غیر مہذب لکھدئے جائیں تو بے شک باینمعنی الشمس لاجواب ہے جسطرح شیعوں نے مذہب حق کی پہچان یہ رکھی ہے کہ حجت و برہان میں ہمیشہ مغلوب رہے اوسیطرح اگر وہ اپنی ایسی نمایاں مغلوبیت و عاجزی کا نام لاجوابی رکھ لیں تو کیا بعید ہے۔ منہ سے کہدینا اور قلم سے لکھدینا بہت آسان ہے مگر اپنے قول میں سچا اوترنا بہت دشوار ہے اگر الشمس کی لاجوابی میں مضمون نگار جب اپنے کو سچا سمجھتے ہوں تو پھر وہ اڈیٹر الشمس کو مناظرہ کیلئے کیوں نہیں مستعد کرتے خاص اسی بحث تحریف ہی میں مناظرہ کرلیں جب الشمس میں وہ اس بحث کو ایسا لاجواب لکھ چکے ہیں تو پھر انھیں کس بات کا خوف ہے۔ اگر انھوں نے ایک لفظ بھی ایسا لکھا ہو جسکا جواب ضمناً یا صراحۃً میں نے دے چکا ہوں تو میرا ذمہ" ناظرین اصلاح نمبر ۱۰ اعلان کو اس جواب سے ملا کر آپ خود غور فرما کر اس شخص کے نسبت رای قایم کرلیں آخر آپ بھی انصاف و حق پسند ہیں ہمیں کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ہان ایک بات قابل گزارش یہ ہے کہ پہلے آپکو او رہمکو صرف اس قدر معلوم تہا کا اوس پرچہ میں الشمس کا جو جواب دیا جاتا تھا وہ صرف جناب مولوی عین القضاۃ صاحب کا لکھا ہوتا تہا علماء دیوبندی بھی شریک رہتے تھے مگر اس تحریر سے یہ معلوم ہوا کہ الشمس جسوقت اڈیٹر صاحب کے دفتر میں جاتا تھا کھولا بھی نہیں جاتا تھا اوسیطرح بجنسہ جناب مولوی عین القضاۃ صاحب کے پاس بھیجدیا جاتا تھا نہ کبھی اڈیٹر صاحب نے اسکا پیکٹ کھولا نہ اوسکی صورت دیکھی مضامین کا جواب لکھنا تو درکنار ہے۔ یہی وجہ ہے جو انکو آج تک یہ نہ معلوم ہوا کہ اس کے اڈیٹر محمد حمید رہیں جو اس حقیر کا نام ہے یا لکھا ہے واقعا بیچارے معذور ہیں جب وہ الشمس کو دیکھتے ہی نہیں تو اونہیں معلوم کیونکر ہوتا کہ اس کا اڈیٹر کون ہے۔ ہان اصلاح وہ خود کھولتے ہیں اور پڑھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہمارے اعلان پر نظر پڑگئی اور سمجھے کہ محمد حمید کوئی دوسرے مقام کے نامہ نگار ہیں اس میں بھی خدا کی مصلحت تھی کہ اصلاح میں وہ اعلان درج کر دیا گیا ورنہ اگر الشمس میں رہتا تو

ایڈیٹر صاحب کو خبر بھی نہ ہوئی کیونکہ وہ تو ایکدم مکہ معظمہ جاتا ہوگا جناب مولوی عین القضاۃ صاحب کے پاس چونکہ وہ اصلاح کو پڑھتے ہیں اسوجہ سے میں پھر اصلاح ہی کے ذریعہ سے اونکو مطلع کرتا ہون کہ محمد حیدر میں ہون جنکی ڈائری میں الشمس نکلتا ہے جسکا جواب مولوی عین القضاۃ صاحب کے چلے جانے سے اب آپ کے پرچہ میں نہیں نکلتا اور تمام دنیا پر آپ کا عجز ظاہر ہورہا ہے۔

اب میں حضرات اہل سنت سے گذارش کرتا ہون کہ اڈیٹر صاحب کو آپ لوگ ہمارے اس چیلنج پر مجبور کرین کہ وہ اپنے خریدارون کے پاس الشمس کے پہونچانے کی کوشش کریں تاکہ دور دور مقامات کے ناظرین جو مناظرہ میں نہیں آسکتے ہیں وہ ایک دوسرے کی تحریرون کو بھی دیکھکر آسانی سے فیصلہ کرلیں۔ اگر ایڈیٹر صاحب کو ذرہ بھی حیا ئے مانی سے حصہ ملا ہوگا تو میری اس درخواست کو ضرور منظور کریں گے ورنہ صاف صاف اونکو اقرار کرنا پڑیگا کہ اون کا مذہب باطل ہے۔

اڈیٹر صاحب کی اصلی غرض یہ ہے کہ کسیطرح یہ ہنگامہ گرم ہو اور اونکو چندہ وصول کرنے کا موقع ملے پس کسیطرح اپنی قوم کا خواہ سنی ہو یا شیعہ ایسا نقصان نہیں پسند کرتا بلکہ یہ چاہتا ہون کہ سارا بار اڈیٹر صاحب کے سر ہو اور ہمارے سر کو فریقین اپنے اپنے خریدارون کا نام شائع کریں اور ہر شخص اپنا اپنا اخبار و رسالہ رجسٹری کراکے دوسری فریق کے پاس روانہ کرے اور رسیدین اونکی منگالے اسی خیال سے میں ہر نمبر میں اپنے خریدارون کا نام بذریعہ رسید چندہ شائع کرتا ہون اڈیٹر صاحب اپنا اخبار مفت بلا قیمت اون کے پاس بھیجکر رسید میرے پاس بھیجیں اور اپنے خریدارون کا نام شائع کرین اور چٹھیاں اون کی میرے پاس بھیجدیں کہ میں بھی رجسٹری کراکے الشمس اونکے پاس بھیجدون۔ خادم العلما محمد حیدر اڈیٹر الشمس

پورا قرآن غائب

اصلاح نمبر ۱ میں ایک مختصر مضمون اسکے متعلق شایع ہوا تھا جسکا جواب مخالف الشمس سے طلب کیا گیا تھا کہ آپ یا اقرار کیجئے اس کا کہ آپ کے یہان یہ روایت ہے کہ رسول اللہ پورا قرآن بھول گئے یا انکار تاکہ اس کے متعلق تحریر کیا جائے۔ مگر اسکو بھی وہ ہضم کرگئے اور کچھ نہ لکھا کہ اون کا کیا عقیدہ ہے مگر میں بنظر مزید توضیح اخبار وطن مورخہ ۷ دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء کا ایک جملہ لکھتا ہون جو اوس کے ساتھ تفسیر شایع ہوتی ہے۔ مفسر صاحب لکھتے ہیں "یہ مفسر ان کے معنی یہ لیتے ہیں کہ منسوخ آیتیں حافظہ نبی م سے زایل کردی گئیں۔ پھر اس امر میں اختلاف ہے کہ آیا بعد تبلیغ وہ منسوخ آیتیں حافظہ نبوی سے محو و زایل کی گئیں یا قبل از تبلیغ۔ بعض کی رائے ہے کہ بعد تبلیغ ایسا ہوا

بعض کہتے ہیں کہ قبل از تبلیغ حافظہ آں حضرت سے بھلا دی گئیں حتی کہ علامہ سیوطی جیسا شخص مذکورہ بالا آیت کو اسباب نزول میں لکھتا ہے کہ اکثر آیات نبی پر رات کو نازل ہوئیں اور صبح کو آپ بھول جاتے اسپر آپ مغموم رہتے پس یہ آیت نازل ہوئی اور رفع حزن کی باعث ہوئی لیکن اس قسم کا نسیان لاریب انبیا علیہم السلام کی شان نبوت کے منافی ہے اور اون کے حق میں محال ہے کیونکہ وہ تبلیغ میں معصوم ہیں اور آیات قرآنی اسپر شاہد ہیں چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے ان علینا جمعہ و قرآنہ اور دوسری جگہہ کہتا ہے انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون ۱۲ منہ صفحہ ۲۱۳ تفسیر ... جلد ۲

مجھے مفسر صاحب کی ذاتی رائے سے بحث نہیں جو اصلاح کی بدولت اونکی بھی الحمد قدر اصلاح ہو رہی ہے۔ بلکہ کہنا یہ ہے کہ علماء اہل سنت کی عقل کیسی ہے اور اونکا ایمان کیسا ہے جو اسکے قائل ہیں کہ معاذ اللہ حضرت پر جو آیت رات کو نازل ہوتی صبح کو آپ بھول جاتے۔ زیادہ افسوس اسکا ہے کہ وہ ایسے مضامین اور ایسے بے جوڑ واقعات روایتوں کیسے ایسے اخبار میں شائع کرتے ہیں جو یقیناً عیسائیوں کے تبادلہ میں بھی جاتا ہے اس کا اونکو مطلق خیال نہیں ہوتا کہ وہ ان روایتوں سے اسلام پر کیسا حملہ کرینگے اور آنحضرت صلعم کی کیسی تضحیک کرینگے کیونکہ یہ تو بدیہی ہے مفسر صاحب کیسے ہی قابل ہوں۔ مگر علماء سلف خصوصاً سیوطی صاحب کے سامنے کیا حقیقت رکھتے ہیں پھر وہ مخالفین اسلام انکی باتوں کو ایسے جلیل القدر علماء کے ساتھ کب وزن دینگے اور ان تحریروں سے کیسا کچھ اسلام پر حملہ کرینگے افسوس صد افسوس اسوقت اسلام کے کتنے دشمن ہیں اور وہ کسطرح اسلام کو مٹا رہے ہیں اور پھر اسلام کی خیر خواہی کے مدعی ہیں۔ کاش وہ اسی پر غور کرتے کہ ترجمہ کے ساتھ قرآن کی اشاعت کیسی ہے تو سمجھنے کو کافی تھا چہ جائیکہ اوس کے ساتھ ایسی تفسیر شائع ہو جس سے آں حضرت کی کیسی کچھ توہین ہو۔

بہر حال ہم پھر مخاطب الشمس کو چیلنج دیتے ہیں کہ اپنے اوس مضمون کو صاف کریں اور بتائیں اس مضمون کی روایت اون کے یہاں ہے یا نہیں کہ "آں حضرت صلعم قرآن بھول گئے" اگر اس مضمون کی روایت ہو تو صاف صاف اقرار کریں یا انکار کریں اور مجھ سے ثبوت لیں۔

زمانہ خود بڑا قدر دان ہے۔ عوام الناس بہت اچھی طرح پرکھ لیتے ہیں آپ انکو نادان نہ سمجھیں ان آوازوں کو ملکوں ملکوں سنیں جو مذہب اہل سنت کو خیر باد کہہ رہے ہیں اور جوق جوق اسلام قبول کر رہے ہیں مگر اپنے مذہب کی خیریت چاہتے ہیں تو شیعوں پر اعتراض کرنے کو بند کرو جیسا کہ تمہارے قدما کی وصیت تھی ورنہ یہ سمجھ رکھو کہ دنیا سے اہل سنت کا مذہب اوٹھ جائے گا اور قریب وہ زمانہ آنیوالا ہے کہ اشہد ان امیر المومنین علی ابن ابیطالب وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلا فصل کی آواز تمام عالم میں گونج جائے۔۔

کیونکہ مسلہ تحریف قرآن نے عجیب کمال اور طول کھینچا الشمس میں شائع ہوچکا ہے تمام عالم کو بتادیا کہ اس فرقہ کو قرآن سے فدہ بیابر بہرہ کار نہیں چنانچہ اون کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ تفسیر سورہ اخلاص میں یہ لکھتے ہیں و المقصود ہہنا ان کل طائفۃ تعتقد من الامر ما ینافض ما دل علیہ القرآن

صفحہ ۲ یعنی ہر فرقہ ان اہل سنت کا ایسی ایسی باتون کا معتقد ہے جو نقیض صریح ہے اوسکا جسپر قرآن دلالت کرتا ہے۔ ان علمائے اسلام کا یہی عقیدہ نہیں ہے کہ ان حضرت مسلم قرآن سمجھ گئے یا ان کو معاذ اللہ السیان لسیان ہوگیا کہ آیت کو جو آیہ نازل ہوتا تھا بھول جاتے بلکہ اونکا عقیدہ یہ بھی ہے کہ آنحضرت قرآن کے مطلب کو بھی نہ سمجھتے تھے چنانچہ شیخ الاسلام ان کے ابن تیمیہ تفسیر سورہ اخلاص میں لکھتے ہیں و ثم طائفۃ کثرت فی المتاخرین المنتسبین الی السنۃ یقولون ما یفہمون ان الرسول لم یکن یعرف معانی ما انزل علیہ من القرآن کلمات

صفحہ مطبوعہ مصر یعنی تسیر طائفہ ہے جو متاخرین میں زیادہ ہے اور منسوب ہے سنت کیطرف اون کے اقوال کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت نہیں جانتے تھے معنی کو اوس قرآن کے جو آپ پر نازل کیا گیا۔ مخاطب الشمس کو مناسب ہے کہ جسطرح ہماری تحریرونکو بلفظہ الشمس میں درج کرتے ہیں اور جواب اوس کا نہایت تہذیب سے لکھتے ہیں اوسیطرح اونپر بھی لازم ہے کہ ہماری تحریر کو بجنسہ نقل کر شائع کریں اور اوسکا جواب جو چاہیں لکھیں مگر تہذیب کو ہاتھ سے نہ دین

محمد حیدر از و بشیر الشمس

اشاعت تعلیم دین

یا ضرورت پیشنماز

برادرمن دنیا دار فنا ہے عالم آخرت کی پرسش ضرور ہے۔

اس کے بعد واضح ہو کہ عالم آخرت کا فقط اعتقاد ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس اعتقاد کے ثبوت میں چند اور اعتقادات اور اعمال ضروری ہیں ان اعمال میں سے ایک عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے جسمیں آخرت کے حاصل کرنیکے لئے مثل شہدائے کربلا اپنی جان قربان کرنا ضروری ہے۔ اب جیسے جہاد عدم شرکت امام زمان میں درست نہیں (کیونکہ اس کے بغیر جہاد کے حق ہونیکا یقین ناممکن ہے) ایسے ہی باقی اعمال کے صحیح طور پر بجالانے کیلئے علم دین کی ضرورت ہے اور علم دین انبیا اور اوصیا کے سوا باقی خلائق کو خود بخود حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔ بلکہ انکو انبیا اور اوصیا سے بلاواسطہ یا باواسطہ علم دین حاصل کرنا لازم ہے اس علم کی فضیلت اظہر من الشمس ہے بموجب حدیث طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ۔ و اطلبوا العلم ولو کان بالصین تمام امت محمدی کو اسکے حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ بے علم نتوان خدا را شناخت۔

اس زمانہ میں چونکہ کوئی نبی یا وصی ظاہر نہیں ہے اسلئے علم دین کو ہم اون سے بلاواسطہ حاصل کرنے میں مجبور ہیں لیکن خدا نخواستہ چونکہ ہر ایک متنفس کیلئے راہ مستقیم کی ہدایت میں حجت تمام کی ہے پس علم دین انبیا اور اوصیا سے باواسطہ حاصل

کرنا ضروری ہے اب وہ واسطہ یعنی ذریعہ کیا ہے۔ وہ مجتہدین جامع الشرائط ہیں جن کی طرف علم دین کے حاصل کرنے کے لئے رجوع کرنا قرآن اور احادیث سے ثابت ہے۔ اور جس صورت میں کہ مجتہد کے پاس پہونچنا اور علم دین حاصل کرنا مشکل ہو تو ایسے پیشنماز کی تلاش ضروری ہے جس نے مجتہد سے علم دین کی تعلیم اور پیشنمازی کی سند حاصل کی ہو۔

ہندوستان میں چونکہ اکثر آبادی اہل ہنود کی ہے جو بعد مرگ عالم آخرت کے معتقد نہیں ہیں اسی وجہ سے وہ آخرت کے حاصل کرنے میں معذور ہیں۔ ہندوستان کے علاوہ سلطنت کے مذہب و نیز دیگر مسلمانوں کے مذہب میں یا تو کوئی عمل آخرت کے حاصل کرنے کے لئے تجویز نہیں ہوا ہے اسلئے اُسکے صحیح طور پر بجالانے کے لئے تعلیم کی ضرورت نہیں ہے یا اگر تجویز ہوا ہے تو اُن کی تعلیم کے لئے خدا و رسول و امام زمان کی ہدایت کے موافق منتخب کئے ہوئے اُستاد کی ضرورت نہیں ہے۔ باوجود اس امر کے اپنے خیالی یا غیر منصوص مذہب کی تعلیم و ترویج میں ہزار ہا روپیہ صرف کرتے ہیں تمام مذہب والوں نے اپنی ضروریات مذہبی زر کثیر صرف کرکے بہم پہونچا رکھی ہیں عیسائی اپنے مذہبی پیشواؤں یعنی پادریوں کی جسقدر عزت کرتے ہیں وہ عزت کسی اور مذہب کے پیشوا کے لئے پائی نہیں جاتی ہاں زمانہ حال کا فرقہ ہنود ہی اپنے پیشوا کی خدمت اور مذہب کی ترقی میں میرے خیال میں عیسائیوں سے کچھ زیادہ خرچ کرتا ہے۔ اوّل الذکر کے لئے سلطنت کی مدد بیان کی جاتی ہے مگر آخر الذکر کے لئے تو کوئی مدد سلطنت کی نہیں ہے۔ انکے علاوہ باقی مذہب والوں نے اپنے ضروریات مذہبی کے سرانجام کے لئے پنڈت و ملاں مقرر کر رکھے ہیں جس گاؤں میں چار گھر بھی لگے ہونگے وہاں بھی ایک پنڈت و ملاں مقرر ہوا ہوگا۔

ہائے افسوس ہندوستان کا ایک فرقہ شیعہ جسکو اپنے ضروریات مذہبی مثل نکاح۔ جنازہ غسل و کفن۔ تعلیم درس کے لئے کسی پیشوا کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔ اور جس مذہب سے نفرت رکھتے ہیں اُسی مذہب کے موافق ضرورت کے وقت نکاح و جنازہ وغیرہ کر دیتے ہیں بلکہ اکثر جگہوں میں باوجود دعوے تشیع نماز اہل سنت کے طریق پر ادا کرتے ہیں عمداً نہ کر تقیۃً۔ اپنا پیشنماز علحدہ مقرر کرتے ہیں وہ برادری سے ڈرتے ہیں حالانکہ برادری

کے لئے ایمان کا لحاظ ضروری ہے (انما المومنون اخوۃ) جس صورت میں کہ وہ برادری سے بجز زبانی سعی کہلانا ہی کیا ضرور ہے۔ افسوس کہ شہدائے کربلا کے مصائب ہر وقت سنتے رہتے ہیں اور پھر بھی برادری وغیرہ سے ڈرنے کا نامعقول عذر پیش کرتے ہیں۔ شادی کے موقعہ پر اگر محلہ کے ہندو شامل نہ ہوں تو کون سا افسوس ہے علی ہذا القیاس۔

جنازہ میں اگر غیر مذہب کی شرکت نہ ہو تو کیا افسوس ہے آخر بانی اسلام کے جنازہ میں کتنے باوفا شامل تھے۔ اور خاصان خدا کی ایسے امور میں عام نے کب عزت کی ہے عزت وہی ہے جو خدا و رسول کے نزدیک ہو دنیا میں اگر شہرت سے مرنا دھرنا نہ ہوا تو کیا مضائقہ ہے۔

اب رہا یہ عذر کہ تعداد میں کم ہیں اور وسعت رزق بھی اسقدر نہیں ہے کہ پیشنماز وغیرہ کا بندوبست کر سکیں تو کمی تعداد کے لئے فرقہ ہنود کی آریہ سماج سے مقابلہ کریں کہ کسی صورت میں سے فرقہ شیعہ تعداد میں ان سے کم نہیں ہے۔ وسعتِ رزق کا بھی یہی حال ہے۔ ہر دو فرقہ ہائے مذکورہ میں عموماً ملازمین بھی داخل ہیں شائد ہی کوئی جاگیردار یا رئیس ہو۔ اور ملازم کی حیثیت جاگیردار یا رئیس سے کچھ نسبت نہیں رکھتی ماشاء اللہ فرقۂ شیعہ میں ملازمین درکنار رئیس و جاگیردار بھی ہزاروں ہونگے جو نادار شیعوں کی آبادی میں پیشنماز مقرر کر سکتے ہیں۔

ایسے حضرات کی مدد سے قطع نظر کر کے میں غریب مومنین پر ہی نظر ڈالتا ہوں اور ثابت کرتا ہوں کہ اگر پیشنماز کی ضرورت کو بلا تشبیہ کم از کم تمباکو نوشی کی ضرورت کے برابر بھی خیال کیا جاوے تو تمباکو کا خرچ چونکہ ۲ ماہوار فی کس ضرور ہے۔ اسلئے پچاس مومنین خواہ مقامی خواہ قرب و جوار سمیت ۲ فی کس ماہوار چندہ کرنے سے مبلغ ۲۵ روپیہ ماہوار جمع کر سکتے ہیں جس سے ایک پیشنماز کی خدمت ہو سکتی ہے۔ اور اگر تمباکو کے خرچ کو لازمی سمجھکر پیشنماز کے لئے کچھ پس انداز کر سکتے ہوں تو اس ضرورت کے بہم پہنچانے کیلئے اگر تمباکو نوشی ترک کر دیں تو کون سی بڑی بات ہے۔ شہدائے کربلا نے جنکے ہمراہ ہونے

کی وقت آرزو کرتے ہیں بلا دین میں اپنی جانیں فدا کردیں مومنین اگر اسی زائد اور مصر خرچ کو ترک کردیں اور اسکی بچت سے پیشنماز بہم پہونچائیں وہ قابل آفرین ہیں

پس اگر ہر مومن غیرت دینی کو مدنظر رکھکر ۸ ر ماہوار دینا اپنا فرض قرار دے لے تو کوئی ضلع نہ ہوگا جس میں کم از کم ایک پیشنماز تجویز نہ کیا جاسکے جو جہاں شیعوں کی زیادہ آبادی ہے وہاں سکونت قرار دیجائے اور باقی مومنین کے پاس وقتاً فوقتاً پہونچکر ہدایت کرے خمس و زکوۃ بھی منجملہ ان عمال کے ہیں جنکی ادائیگی پر فضل اعمال یعنی نماز کی قبولیت اور نجات اخروی منحصر ہے لیکن جس صورت میں کہ عبادتی امور میں مومنین کی حالت ناگفتہ بہ ہے تو مالی حقوق کی طرف رغبت دلانا ابھی بے محل ہے۔ خدا کرے کہ پہلے پیشنماز مقرر کرنے کی کوشش کریں بعد میں پیشنماز کی تعلیم و ہدایت سے ممکن ہے کہ مالی حقوق کے ادائیگی کی توفیق خدا دیدیوے۔

وارث علی کلارک۔

اصلاح واقعاً تجویز نہایت عمدہ ہے، اور ہم امید کرتے ہیں کہ مومنین اسپر خاص توجہ فرمائینگے۔ البتہ مسجد کا ہونا نہایت ضروری ہے ہمدردان قوم سے امید ہے کہ وہ اس کار خیر میں ضرور شرکت کرینگے مکرمی سید وارث علی صاحب خود نہایت دیندار ہیں مگر افسوس اُسکے ساتھ نادار بھی ہیں۔ لیکن اسپر بھی یہ ہمت کی کہ چھ سات سو روپیہ قرض لیکر سفید زمین خرید کریں۔ کیا مومنین اُن کی اعانت کر کے اس مسجد کو نہیں بنوا سکتے

اڈیٹر

قومی رپورٹ قصبہ سامانہ علاقہ پٹیالہ

(۱) مردم شماری ۲۰۰۰۰۲ جن میں قریب بارہ سو کے شیعہ اثنا عشری حسب ذیل محلوں میں آباد ہیں محلہ میر امان اللہ حسنی محلہ بخاریاں محلہ سرائے محلہ مجھانی

(۲) (سر بر آوردہ اشخاص) محلہ میر امان اللہ حسنی میر ضامن علی صاحب تحصیلدار میر محمد ذکی صاحب مجسٹریٹ میر مہدی حسن صاحب سررشتہ دار

(محلہ بخاریاں و سرائے) منیر الدولہ ممتاز الملک خان بہادر آنریبل خلیفہ سید

محمد حسین صاحب بہادر ممبر کونسل ریاست پٹیالہ خلیفہ مولوی سید محمد کاظم
صاحب سیشن جج۔ خلیفہ ناضل سید محمد محسن صاحب مجسٹریٹ۔ خلیفہ سید مہدی
علی صاحب سب جسٹرار۔ خلیفہ سید محمد ہاشم صاحب سررشتہ دار۔ خلیفہ سید
ہادی حسن صاحب کرنل ڈپٹی گارڈ۔ خلیفہ سید احمد حسین صاحب تحصیلدار سابق
میر احمد حسن صاحب مجسٹریٹ۔ میر محمد شبیر صاحب سکنڈ کمانڈر۔ میر محمد
علی صاحب وکیل کمشنری دہلی۔ میر ذاکر حسین صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس
میر احمد حسن صاحب المعروف دھولپوری قلعہ دار۔ میر محمد منیر صاحب پنسل اسسٹنٹ
ناظم۔ میر صادق علی صاحب انسپکٹر پو۔ ر
(محلہ محبانیاں) جناب قبلہ و کعبہ مولوی سید عنایت علی صاحب۔ میر اشرف علی صاحب مختار
(۳) (مساجد) ہر چہار محلوں میں بارہ مساجد ہیں جو قریب سب کی سب آباد ہیں۔
نماز جماعت خاص بموقع محرم الحرام محلہ میراں ان اللہ حسنی میں ہوتی ہے۔ اور جناب
قبلہ و کعبہ مولوی سید عنایت علی صاحب بھی بوجہ ضعیف العمری گاہ بگاہ اپنے گھر پر پڑھا دیتے ہیں
(۴) (اوقاف) مبلغ دس ہزار روپیہ میر ذاکر حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ کی جانب سے
بنام امام باغ وقف ہے۔ اور بنک میں داخل ہے اسکی آمدنی قریب تین صد روپیہ ہے
جو بموقع محرم الحرام ذاکرین جناب امام حسین علیہ السلام میں تقسیم کیجاتی ہے۔ کربلا محلہ
میراں ان اللہ صاحب حسنی میں تقریباً ۴ بگہ اراضی معاف ہے جسکی آمدنی چالیس روپیہ
کے قریب ہے جو اسکی مرمت وغیرہ پر صرف ہوتے ہیں۔
(۵) مدرسہ کوئی نہیں ہے۔
(۶) انجمن یا سوسائٹی کوئی نہیں ہے۔
(۷) (عزاداری) جملہ محلجات میں اور نیز مکان جناب قبلہ و کعبہ میں ہوتی ہے۔
۸ امام باغ ہیں (کربلا) دو ہیں۔ سادات۔ شیخاں
دو ۔ صہ
مستورات شیعہ اثنا عشری بھی اپنے اپنے مکانوں میں مجالس کرتی ہیں۔ مگر فہم

کہ تمام مجالس شب و روز کی ایک وقت میں ہوتی ہیں اگر کچھ وقفہ دیا جاے تو ہر ایک مجلس کی رونق زیادہ ہو سکتی ہے۔

(۸) (قوم آتشباز) یہ لوگ شیعہ اثنا عشری ہیں۔ بمثل سادات مجالس عزاداری کرتے ہیں اور تعزیہ بھی بناتے ہیں۔

(۹) (کیفیت عزاداری) ۴۔ تاریخ محرم الحرام کو علم شیخان و ۵ کو سادات میراماں اللہ حسنی اور چھٹہ کو سادات مجھانی اور سات کو سادات سرائے اور آٹھ کو سادات بخاری اُٹھاتے ہیں منزلیں کرتے ہیں مرثیہ پڑھا جاتا ہے۔ قریب نو بجے کے واپس ہوتے ہیں۔ آٹھ تاریخ کو عموماً حضرت ابو الفضل العباس کی حاضری کھلائی جاتی ہے۔

جناب قبلہ و کعبہ موصوف کے یہاں مجالس اربعین ۱۷ تاریخ ربیع الاول تک ہوتی ہیں بروز جمعہ ہمیشہ مجلس کیجاتی ہے بروز عاشورہ محلہ میراماں اللہ حسنی میں زیارت تسبیح کرائی جاتی ہے اس تسبیح کی اصلی رنگت سبز ہے۔ یہ تسبیح بوقت زوال سرخ ہونی شروع ہوتی ہے۔ تین بجے شام تک تمام سرخ ہو جاتی ہے۔ اور سوم تک و عشرہ سرخ رہتی ہے علے ہذا محلہ سرائے میں میر محمد علی صاحب کے یہاں بھی تسبیح کی زیارت ہوتی ہے جسمیں قریب پندرہ دانوں کے سرخ ہوتے ہیں۔ ایک تسبیح میاں عبد الکریم حجام اہل سنت والجماعت محلہ ملکانہ پاس ہے۔ یہ تسبیح بھی تمام بکمال سرخ ہوتی ہے۔ اسکی زیارت بارہ بجے سے شروع ہو کر چار بجے شام ختم ہوتی ہے۔ تعزیہ سادات مجھانیاں و سادات بخاری و شیخان شامل ہو کر اور تعزیہ سادات رضوی میراماں اللہ حسنی و شیخان اہل سنت والجماعت شامل ہو کر کربلا میں وقت شام پہنچ جاتے ہیں۔

(۱۰) (ذریعہ معاش) عموماً ملازمت پیشہ۔ زمینداری اچھی ہے

(۱۱) تجارتی حالت بہت کم ہے۔

(۱۲) (دیگر اقوام کے برتاؤ) عموماً شیعہ و سنی و اہل ہنود ملے جلے رہتے ہیں خدا کے فضل و کرم سے شیعوں کی حالت بہ نسبت اور قوموں کے اچھی حالت میں ہے۔

مجالس عزاداری میں اکثر اہل سنت والجماعت واہل ہنود بخوشی خود شریک ہوتے ہیں بعض اہل سنت الجماعت خود بھی مجلسیں کرتے ہیں۔

خادم قوم سید علی حسن متوطن ساماننہ زیدی بیہالی

قومی رپورٹ متعلق سادات علی پور بڑہانپو بھیرہ ضلع فتحپور ہنسوہ مندرجہ صلاح نمبر ۳ ماہ رجب

میر ممتاز حسین صاحب نے جو رپورٹ تحریر کی ہو بہت درست ہو۔ واقعی ان مواضعات کی عزاداری کسی وقت میں قابل دید تھی لیکن اب حالت زوال ہو اسکی وجہ غالباً یہی معلوم ہوتی ہو کہ سربرآوردہ اشخاص اسکی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اگر واقعی ایسا ہی تو نہایت افسوس کی بات ہو کہ ایسے وقت میں جبکہ اہل خلاف اس بات کے درپے ہیں کہ عزاداری بند ہو جاوے۔ عزاداری کو عروج دینا چاہئے نہ کہ زوال۔ کسی زمانہ میں ان مواضعات میں ایسی ایسی مجالس ہوتی تھیں کہ دوسری جگہ کے لوگ یہاں عشرہ کرنے کو آتے تھے برخلاف اسکے اب یہاں کے لوگ دوسری جگہ عشرہ کرتے ہیں۔ گو کہ ذاکرین یہاں بہت ہیں لیکن سخت افسوس ہو کہ اسپر بھی مجلس کا خاتمہ صرف فاتحہ پر کر دیا جاتا ہو۔ اسکا نتیجہ یہ ہو گا کہ اہل خلاف جو مجلس کرتے ہیں (مثلاً جعفر تحفش) کہ اسکی مجلس میں نہ لوگ جاتے ہیں اور نہ مرثیہ خوانی ہوتی ہو) کچھ دن میں مجلس بند ہو جاویگی۔ معلوم ہوتا ہو کہ لوگ رونمائی کا برتاؤ کرتے ہیں ایسے کاموں میں رونمائی کرنا میرے نزدیک سخت گناہ ہو اور موجب ناراضگی رسول مقبول ہو۔ سربرآوردہ لوگ جتنے رپورٹ میں تحریر ہیں اُن میں سے بہت کم مواضعات میں جو رہتے ہیں بلکہ عام طور سے بوجہ ملازمت مختلف مقامات پر ہیں۔ اگر سب صاحبان عشرہ میں دس یوم کے لئے آجایا کریں تو نہایت عمدہ عشرہ ہو سکتا ہو۔ سربرآوردہ اشخاص جو ہمارے مہربان میر ممتاز حسین صاحب نے نہیں لکھا اور وہ بستی میں ہمیشہ موجود رہتے ہیں تحریر کئے جاتے ہیں۔ علی پور میں مولوی علی حیدر صاحب منصرم نقل میر حیدر حسین صاحب مختار عام میر گلزار حسین صاحب ٹھیکہ دار (بہیرا)

ہیں میر علی محمد صاحب انسپکٹر پنشنیر میر لطافت حسین صاحب زمیندار مشہد ولی ۱۶ ربیع الاول ادارہ ان مواضعات میں انھیں کے مورثان اعلیٰ نے شروع کی میر ہیر حسین صاحب حکیم رونق حسین صاحب میر نائب حسین صاحب نثر خوان مولوی میر جاد علی صاحب۔ میر احمد حسین صاحب موذن۔

بہیرا کی ایک مسجد قریب منہدم ہونے کے ہے یقین ہے کہ بارش حال میں منہدم ہوگئی ہو۔ اگر سب صاحب کوشش کریں تو چندہ سے تیار ہو جاوے لیکن نتیجہ کچھ نہ ہوگا کیونکہ جب تک مسجد میں روزانہ نماز نہ پڑھی جاوے مسجد ویران ہو جاتی ہے۔ افسوس ہے کہ ایسی نامور بستی کی حالت اب بر سر زوال ہے خدا رحم کرے۔ راقم سید داور حسین زیدی از مقام بہرونی ضلع جھانسی

تعلیم و تصانیف جدید

جناب مولانا دامت معالیکم۔ زمانہ حال کی مذہبی تعلیم سے لا پروائی اور علوم مذہبیہ کی رغبت و اشاعت سے مذہب اسلام اور مسلمانوں پر جو بڑا اثر پڑ رہا ہے اور آیندہ جس خرابی کے پیدا ہونے کا خوف ہے اُسکی اصلاح اور رفع کرنے کے متعلق میں اکثر غور کیا کرتا تھا چنانچہ چالیس سال کے غور و فکر اور تجربہ سے جو رائے میں نے اسکے متعلق قائم کی ہے اُسکو آپ پر و نیز دیگر افراد قوم پر ظاہر کرکے امیدوار ہوں کہ آپ و نیز دیگر حضرات بھی اپنی اپنی معزز رائے سے مطلع فرماوینگے تاکہ کوئی ایسی صورت پیدا کی جاے جس سے اس نہایت مضر خرابی کا انسداد ہو سکے۔ جو رائے میں نے قائم کی ہے اُسکے دو حصہ ہیں ایک تصانیف کے متعلق اور دوسرا تعلیم کے متعلق اور میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ میری رائے بڑے بڑے معزز اہل الرائے کے مشورہ اور اتفاق سے قرار پائی ہے متعلق تصانیف کے یہ رائے ہے کہ بلحاظ حالت زمانہ اور فلسفہ مروجہ اس زمانہ کے تین ۳ کتابیں تصنیف ہونی چاہئیں ایک اصول اور فروع

اعتقادات مذہب شیعہ دوسری تفسیر قرآن تیسری تاریخ اسلام جس میں رسول خدا کے خلفا پیغمبر ائمہ اثنا عشر کے حالات لکھے جائیں
لیکن یہ تینوں تصنیفیں نہیں ہو سکتی ہیں جبتک جدا جدا کمیٹیاں یا ایک کمیٹی قائم کیجائے اور پہلے اُسکے لئے سرمایہ جمع نہ ہو اسلئے اول تو ایسے لوگوں کا انتخاب کرنا ہوگا کہ جو ایسی تصانیف کرسکیں دوسرے جو لوگ ایسے دستیاب ہونگے وہ اپنی فکر معاش سے خالی نہ ہونگے اُنکو معاوضہ دینا چاہیئے تاکہ وہ کام جلد انجام پاوے۔ چنانچہ چند سال ہوئے کہ جب میں نے باتفاق علماء اور مجتہدین لکھنؤ کے ایک کمیٹی قائم کی تھی جس میں تصانیف جدیدہ کے لئے یہ رائے قرار پائی تھی کہ جناب مولوی سید کرامت حسین بیرسٹر ایٹ لا سے کتاب توحید اور عدل تصنیف کرائی جاوے اور جسکی تصنیف کا انھوں نے وعدہ فرمایا اور دو روپیہ فی صفحہ پر میں نے اُن کو راضی کیا تھا اور وہ فرماتے تھے کہ ... صفحہ سے یہ کتاب کم نہ ہوگی اس لئے صرف ایک کتاب کی تصنیف اور چھاپہ میں تین ہزار روپیہ سے کم نہیں ہو سکتا بشرطیکہ اُسکے فروخت سے اور صرفہ کا کیا جاوے۔ اسی پر آپ قیاس فرمالیں کہ ان تینوں تصانیف کے لئے معاوضہ اور صرفہ کی کسقدر ضرورت ہے۔ سوائے مولوی سید کرامت حسین صاحب کے میری دانست میں جناب مولوی سید مقبول احمد صاحب دہلوی اور جناب مرزا محمد ہادی صاحب پروفیسر لکھنوی ایسے ہیں کہ جو ان تصانیف کو انجام دے سکتے ہیں اور دو تین علماء با صاحب استعداد لوگ ایسے ملازم رکھے جائیں کہ کتب متعلقہ سے مضامین انتخاب کرکے جمع کرتے جائیں اور یہ مجمع تصنیف کیلئے کسی خاص مقام پر جو مناسب ہو قیام کرے اگر ان تصانیف میں کمیٹی میری شرکت کی ضرورت جانے تو میں بلا کسی معاوضہ کے یا صرفہ کے اُس مقام پر قیام کرنے کے لئے موجود ہوں۔
متعلق تعلیم کے یہ رائے ہے کہ شیعوں کے لئے تعلیم دنیاوی کا علحدہ انتظام کرنا غیر ضروری بھی ہے اور ناممکن بھی اسلئے کہ تعلیم دنیاوی کے لئے اسقدر خرچ کہاں سے آئیگا اور ہر ضلع

اور مقام پر اسکول اور کالج قائم کیے جائیں اور لائق ماسٹر اور پروفیسر کی تنخواہوں کا تحمل کیا جاسکے اسلئے جہاں جہاں گورنمنٹ اسکول اور کالج یا دوسری قوموں کے ہیں وہاں وہاں تعلیم دینیات کا خود شیعوں کو بندوبست کرنا چاہئے خواہ تعلیم دینیات کا وقت تعلیم دنیاوی کے ساتھ ہو یا بعد اسکے یا اسکے قبل اور مولوی جناب سید کرامت حسین صاحب کی یہ رائے نہایت ٹھیک ہے کہ تعلیم دینیات کیطرف رغبت کے لئے طلباء کو وظائف دئے جائیں اور اس کار تعلیم دینیات اور وظائف کیلئے ایک صدر کمیٹی مقرر کی جاوے اور باقی ہر ضلع اور مقام پر جہاں اسکول اور کالج ہوں۔

اس کام کے لئے بھی کثیر سرمایہ چاہیے جسکا جمع ہونا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے میں تو دس برس سے ان تصانیف اور طریقۂ تعلیم دینیات کے سرمایہ جمع ہونے سے مایوس ہو چکا ہوں اور اس خیال پر قائم ہو گیا ہوں کہ جبتک ایک یا دو والیان ملک یا اعلے درجہ کے رؤسا اور امرا آمادہ اور شریک نہ ہوں سر انجام نہیں پاسکیگا مگر قوت متفقہ قومی وہ طاقت رکھتی ہے کہ ایسے کام کرسکتی ہے جنکو والیان ملک بھی انجام نہیں دیسکتے اب وہ وقت نہیں ہے کہ لوگ تصانیف اور تعلیم کی نسبت رائیں دیا کریں بلکہ وہ وقت ہے کہ قوم ان کاموں کے انجام کے لئے دفعتاً کھڑی ہو جاوے اور چند کمیٹی کے ممبر منتخب کرکے کام شروع کردے۔ مجکو ایسے مجمع میں گو کہیں ہو اگر لوگ پسند کریں تو شریک اور حاضر ہونے میں کچھ عذر نہیں ہوگا۔

میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ یہ میرا خط اپنے پرچہ اصلاح میں چھاپ دیں اور نیز پرچہ شیعہ کی بھی خدمت میں بھیجدیں کہ وہ اپنے پرچہ میں ضرور شائع کردینگے۔ والسلام

العبد الحقیر مرزا عابد علی بیگ

اصلاح:۔ تجویز نہایت مفید اور ضروری ہے جناب مولوی سید کرامت حسین صاحب اپنی قوم کی ضروریات و افلاس سے بخوبی واقف ہیں۔ اگر وہ آنریری طور پر اس خدمت کو انجام دیں قوم اوسکے اخراجات و انتظام کا انتظام کرلے سکتی ہے اسکا سامان ہونا نہایت ضروری ہے دیگر حضرات کو بھی غور کرنا چاہئے طریقہ تعلیم کی بابت بھی انسب ہے۔ ایڈیٹر۔

قومی مجلس یا کانفرنس

ہندوستان کی حالت پر جب نظر غور سے دیکھا جاتا ہے اور اوس کے انقلاب یعنی ترقی تنزل پر خیال کیا جاتا ہے تو بہت ہی جلد ایک معمولی دل و دماغ والے شخص کے سمجھ میں آجاتا ہے کہ کب کب اور کس کس طرح اسکو ترقی اور تنزل نصیب ہوتے رہے۔

ہند میں اول ترقیاں بزمانہ اہل ہنود جس قدر ہوئیں اونکی وجہ علم و فضل کی ترقی تھی اوسکے بعد جیون جیون علم و فضل کا زوال ہوتا گیا۔ ان کی طاقت کمزور ہوتی گئی اور کم علمی و جہالت سے نتیجہ یہ ہوا کہ ہند میں مسلمانون کی سلطنت قایم ہو گئی — کن مسلمانون کی جنکو اوسوقت ہندو ملکس کہتے اور ایک ساعت کیلئے زندہ نہیں بچنے دیتے تھے۔

اسلام میں حصول علم کی بہت تاکید ہے لیکن مسلمانوں کے ستارہ اقبال نے جب زوال پکڑا تب اون میں جہالت ترقی کر گئی۔ یا یون کہئے کہ جب مسلمانون میں جہالت نے قدم رکھا اوسوقت اونکی تنزلی شروع ہوئی اور پہونچتے پہونچتے یہان تک پہونچی کہ جس سے آپ سب واقف ہیں۔

اس کے وجوہ یہ ہوئے۔ اول عدم توجہی بزرگان دوسرے بخل علما تیسرے قلت مدارس چوتھے بعد مسافت۔ بخل علما سے وہ بخیل عالم یا علم کے جاننے والے مراد ہیں جنکا کام درس و تدریس کا انجام دینا تھا اور اونھوں نے اوس سے پہلو تہی کی۔ تیسرے مدارس۔ اول تو اوس زمانے میں اس طرح کے باقاعدہ مدارس کہان تھے صرف مکتب و خانقاہیں تھیں۔ اونکے معلمین کو اول اپنے اوراد و اوظائف کے درس سے فرصت نہوتی تھی دوسرے قلیل عرصہ میں مختلف سبق طلبہ کے جدید سبق دینے میں اونکا وقت صرف ہوتا تھا جس سے یہ تمیز نہ ہوتی تھی کہ کس طالبعلم کو یاد ہے۔ اور بوجہ کثرت طلبہ و کمی وقت کے اون کو کافی وقت تعلیم کا نہ ملتا تھا جس سے غربا کی جانب اونکی توجہ مطلق نہ تھی اب چوتھے علماء دین اوسوقت میں یہ سفر کی آسانیاں نہ تھیں جو لوگ جوق جوق اونکی خدمتیں پہونچکر علم حاصل کرتے رہتے۔ اب ریل کے جاری ہونے سے بہت سی سہولتیں پیدا ہو گئیں۔ گورمنٹ نے ہندوستانیون کی مذہبی حالت درست کرنے کیلئے تعلیم کیجانب توجہ فرمائی اور جابجا مدارس کھولکر تحصیل علم کو آسان کر دیا لیکن مسلمانون نے اون مدارس سے بھی ویسا فائدہ حاصل نہ کیا جیسا ہند کے دیگر اقوام نے اس

کمی تعلیم کے باعث مسلمانون کی جو حالت پہونچی وہ سب پر آشکار ہی۔

ہند کے تمام اقوام نے اپنی اپنی حالتون پر لحاظ کر کے اپنی کانفرنسیں قائم کیں تاکہ اون کے افراد قوم اسپر غور کریں کہ ہمکو ترقی قوم کے واسطے کیا کرنا چاہئے اور سب متفق ہو کر تدابیر ترقی قوم کو عمل میں لاوین کیونکہ صرف ایک یا معدودے چند افراد قوم کے امکان سے یہ باہر تھا مگر اسمین بھی ہماری قوم کا قدم سب سے پیچھے رہا۔ قومی اخبارات و رسایل نے جسوقت اپنی قوم کی حالت پر نظر ڈالی اونہون نے قوم کو بیدار کرنا شروع کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ قوم نے اپنی ترقی کیواسطے قومی مجلس کیضرورت کو محسوس کر کے بہ سرپرستی علماء دین اسکی خواہش ظاہر کی جسپر قومی اصحاب اور قومی رسایل و اخبارات نے اپنی قیمتی راون کا اظہار وقتاً فوقتاً کیا اور کثیر التعداد بزرگان و اصحاب نے اسکی ضرورت کو محسوس کر کے تسلیم کر لیا لیکن ہمارے فرقہ کے صرف ایک بزرگ نے چند وجوہاتیں پیش کین جو حسب ذیل ہیں۔

(١) سقیفہ میں کانفرنس ہوئی تھی اسلئے ہم کو کانفرنس نہ کرنا چاہئے۔ (٢) ہمارے ہادی برحق نے ہمکو دن میں پانچ مرتبہ نماز باجماعت کی ہدایت فرمائی ہو جس سے دن میں پانچ مرتبہ کانفرنس ہو جاتی ہو اس سے ہمیں سالانہ کانفرنس کیضرورت نہیں (٣) انگریزی تعلیم مفید نہیں اس سے مذہب پر خراب اثر پڑے گا۔

(٤) ہمیں تعلیم مذہبی۔ اردو۔ فارسی۔ عربی کافی ہے۔

لیکن میری عرض یہ ہو کہ ہماری قومی مجلس کو سقیفہ سے کوئی مناسبت ہی نہیں کیونکہ اوسکی غرض ذاتی فائدہ تک پہونچتی ہو اور اس سے کسی ایک شخص کا فائدہ نہیں جسطرح دن میں نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرنے سے بعد نماز لوگون کی باہمی گفتگو سے دن میں پانچ مرتبہ ایک کانفرنس ہو جاتی ہو اوسیطرح حج کے موقع پر مختلف مقامات کے لوگون کے جمع ہونے سے اور اون کی گفتگو سے ایک سالانہ کانفرنس ہو جاتی ہی لیکن جسطرح حج نماز کی منافی نہیں ہی اوسیطرح کانفرنس بھی ان دونون کی منافی نہیں ہو سکتی۔ انگریزی تعلیم بھی مضر نہیں کیونکہ ہندوستان میں اکثر علما ہیں جو انگریزی اچھی طرحپر جانتے ہیں اور پابند مذہب ہیں جنکے اسما تحریر کرنا اپنی گذارش کو طول دینا ہی اگر انگریزی غیر عربی زبان ہونے سے ناجائز ہی تو پھر فارسی اردو کیونکر جائز ہوگی تعلیم مذہبی کافی ہے تو کل قوم کے لئے صرف اسی تعلیم ہی کا دینا عبث ہی۔ کیونکہ موجودہ وقت میں اسکی ضرورت ہی کہ انگریزی تعلیم بھی کچھ افراد قوم کو دیجائے۔ بدون انگریزی تعلیم کے ہمارا غیر ممالک میں جاکر اشاعت مذہب کرنا معلوم اور غیر مذاہب سے مباحثہ مذہبی میں سبقت لیجانا ظاہر علاوہ ازین حصول رزق کے ذریعے کمتر و معدوم۔ اسوقت میں قومی مجلس کے انعقاد کی غرض سے میں دور جا پڑا کہ ہمکو قومی مجلس کے انعقاد کی ضرورت کسون محسوس ہو رہی ہو اور ہم اسکی خواہش کو

علماء کے رو برو کیون ظاہر کر رہے ہیں اسکی ضرورت ہیں اسلئے محسوس ہو رہی ہے کہ ہماری قوم اتفاق کے ساتھ اپنی اصلاحات و ترقی کی تمام تدابیر کو عمل میں لاوے۔ وہ تعلیم مذہبی حاصل کرے اور پابندی صوم و صلوٰۃ میں یوماً فیوماً ترقی ہو۔ اداے خمس و زکوٰۃ جو ہمپر فرض ہے کرے اپنی قومی زبانون فارسی و عربی کو جو قوم سے نیست و نابود ہوتی جاتی ہیں حاصل کرے اور پابندی شرع کے ساتھ حصول معاش میں مشغول ہو۔ قوم میں جو آزادی و دہریت پیدا ہوتی جاتی ہے اسکا انسداد ہو۔ ہر فرد بشر اپنے قومی برادر کے رنج و الم میں شریک ہونیکو آمادہ ہو۔ اور کسی فرد قوم کی تنزلی وغیرہ کو اپنی تنزلی وغیرہ تصور کرکے اوسکی اعانت و امداد کرے موجودہ قومی تہذیب کی حفاظت ہو اور پابندی شریعت کے ساتھ اوسمیں ترقی کیجاوے اور افراد قوم اوس سے مستفیض ہون۔ قوم علمائے دین نائب امام کی اطاعت و فرمان برداری میں کوتاہی نہ کرے اور احکامات شریعت کی بجاآوری میں تساہل نہ کرے۔ اسوقت بخیال طول میں اپنی تحریر کو ختم کرکے واجب القدر بزرگ کی خدمت میں عرض کرتا ہون کہ کیا آپکے نزدیک ایسی قومی مجلس جو قوم کی پابندی شرع کے واسطے تدابیر عمل میں لائے اور اوسکو اس جانب مجبور کرنا چاہے کہ افراد قوم کسی حالت و پیشہ میں پابندی شرع شریف و احکامات الٰہی سے علحدہ نہ ہون اور موجودہ وقت میں جو شرعی قیود سے آزادی پیدا ہوتی جاتی ہے اوسکا انسداد ہو کر قوم پابند شرع ہو۔ ناجائز ہے؟

خاکسار سید وصی حیدر - از اوجین

اصلاح۔ علماء اعلام ایدہم اللہ سے کوئی بھی کانفرنس کا مخالف نہیں۔ لکھنؤ کی کانفرنس میں سب شریک تھے۔ ہان وہ اتباع شریعت کے سبب خواہان ہیں۔ کسی بزرگ کی اگر ذاتی رائے ہے تو اس سے علما کو تعلق نہیں اور نہ وہ قابل التفات قوم ہے۔ اسکو علما کی پیروی چاہیئے اگر کسی کو تردد ہے تو علماء اعلام دامت برکاتہم سے استفتا کرلے اون حضرات کے اسماء گرامی مثل آفتاب تاباں نمایاں ہیں مگر بحث اسکی ہے کہ کون ایسا فدائی قوم ہے جو اس کام پر آمادہ ہو اور اس محنت شاقہ کا متحمل ہو۔ قوم آمادہ ہے مگر کوئی ایسا سر گروہ شخص نظر نہیں آتا جو اس زحمت کو گوارا کرے۔ — اڈیٹر

العوالم الاسلامیہ

شہنشاہ ایران مظفر الدین شاہ خلد اللہ ملکہ و شتقاوہ کے علالت کی خبرین برابر موصول ہو رہی ہیں بعض مخالفین اسلام نے موت کی خبر بھی مشہور کردی تھی جس سے اسلامی دنیا میں ایک عجیب تہلکہ نمایاں تہا مگر الحمد للہ کہ یہ خبر غلط نکلی جس سے امید ہے کہ انشاء اللہ طول حیات نصیب ہوگا البتہ مرض استسقا ہو نشتر دیا گیا ہے۔ حالت خطرناک ہے

جملہ مومنین پر لازم ہو کہ بعد نماز شب کیلئے دعا کریں کہ خداوند عالم جلد صحت کاملہ عطا فرماوے کہ اسلام کا یہی ایک چشم و چراغ ہو مثل آفتاب تابان۔

ایران کے بعض تازہ حالات رپورٹر نے حال میں اس مضمون کی خبر دی تھی کہ ایرانی پارلیمنٹ گورنمنٹ پارٹی سے مطالبہ کرتی ہے کہ کونسٹیٹیوشن کی فی الفور منظوری دیجاوے لیکن اس اطلاع میں لفظ کونسٹیٹیوشن کی کچھ تشریح نہیں کیگئی۔ بایں ہمہ ظاہر ہو کہ اس کونسٹیٹیوشن سے محض قانون اساسی مراد ہو جسکے معنی ہیں کوڈ یا سول ریگولیشنز اور یہ قانون پارلیمنٹ مذکور نے ۶ نومبر ہی کو گورنمنٹ پارٹی کے پیش کر دیا تھا مگر غالباً شاہ کجکلاہ کی نازک حالت علالت کے باعث ابتک شاہ ممدوح کی منظوری اور دستخط نہیں ہو سکے اسکے ساتھ ہی یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ مجوزہ قومی بنک کا ایرانی پارلیمنٹ پانچسو ملین (۵۰ کروڑ) قران کے سرمایہ سے افتتاح کر چکی ہو جسبروز یہ بنک کھولا گیا ڈیڑھ سو ملین کے حصے تو اسیدن روز فروخت ہوکر رقم بنک میں جمع ہو چکی تھی نیز اوسروز ملک بھر کے تمام بڑے بڑے شہروں میں بذریعہ تار کے بذریعہ روسائے بلاد اور تجار کو فوائد و مقاصد بنک سے عام طور پر آگاہ کیا گیا تھا جسکا اثر بہت ہی حوصلہ افزا ہوا اسکے علاوہ سرحدی کمیشن اور فوجی اخراجات کی ادائگی سے متعلق پارلیمنٹ کی گارنٹی پر کاغذات شایع کئے گئے ہیں اور پارلیمنٹ نے ایک چھوٹی سی بہ بغرض قایم کی ہے کہ ہر قسم کے مصارف سرکاری کو جہان تک ممکن ہو کم کرنے کی تدابیر سوچے جب جدید آئین و قوانین علی الاعلان اشاعت پا جائینگے تو ہر ایک صیغہ مملکت کا نظم و نسق لوگوں کے منافع عمل میں آئیگا اور کوئی رقم خرچ نہوا کریگی جتبک کہ پہلے فنانشل کمیٹی متعلقہ پارلیمنٹ میں اسکی منظوری نہ ہولے جدید صورت حکومت اظہار و اعلان کی غرض سے پارلیمنٹ نے ایران کے قومی جھنڈے میں پہلے ہی تبدیلی کر دی ہی جو قبل ازین صرف یک رنگا تھا اور اب اسکے تین رنگ رکھے گئے ہیں جو اس امر کی علامت ہے کہ ایران کی سلطنت اب پارلیمنٹری گورنمنٹ کی قسم سے ہے ۲ دسمبر کو یہ جدید نشان بوشہر میں بڑی شان و شوکت کے ساتھ گورنمنٹ ہاوس پر نصب کیا گیا۔

بوشہر (ایران) میں کل کتب خانہ چند نوجوان نے قایم کیا ہے جسکی تائید علماء اعلام نے بھی فرمائی ہو اور نہیں بلکہ یہ دوسری خبر بھی ہے کہ مدرسہ "سعادت مظفری" کا سالانہ جلسہ ۱۳ سے ۲۸ شعبان المعظم تک قایم رہا جسمیں لڑکوں کا امتحان وغیرہ ہوتا رہا۔ ۲۸ کو جناب موقر الدولہ کارگذار سا ... اور معتمد دیوان بھی مدرسہ میں تشریف لائے اور تقسیم انعام کے بعد جناب ممدوحین سلنے مجلس پچاس تومان (ایرانی سکہ جو دس روپیہ کے برابر ہوتا ہے) مدرسہ کی اعانت میں عنایت فرمائے۔

واقعہ جانسوز کربلاے معلی

آہ آہ کسی قلم سے یہ مضمون لکھا جائے کہ جس کربلا میں وہ واقعہ جانکاہ ہوا جس سے کربلا کا نام ہی کرب و بلا قرار پایا آج بھی وہی واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ ایک حسین نیست کو گرد د شہید + ورنہ بسیار اند در عالم یزید۔

گذشتہ نمبر میں ہم لکھ چکے ہیں کہ ایرانی رعایا پر سلطان روم کی طرف سے جو ٹکس لگا تھا ایرانی سفیر کے اعتراض

یہ ٹیکس بھی معاف ہوا اور والی بغداد بھی معزول ہوا جس سے ایک طرح کی مسرت تمام مومنین کو حاصل ہوئی مگر بعد کی خبروں سے معلوم ہوا کہ یہ سب اوسوقت ہوا جب ۱۲ شیعہ ایرانی رعایا شہید ہوئے اور ۰۰ آدمی ایسے زخمی ہوئے جنمیں اکثر جان لب ہیں اور نہ معلوم

اخبار حبل المتین سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ ۸ ماہ رمضان کا ہے جوان مومنین کیلئے روز عاشورا تہا ترکی گورنمنٹ نے ایک ناجائز ٹیکس ان رعایائے ایرانی پر قایم کیا تہا اسکے مطالبہ کیلئے ترکی پولیس نے اس قدر ظلم کیا کہ انگریزی سفارت خانہ میں پناہ گزین ہوئے۔ انکاہ ۱۰ روز تک انکی دوکانیں بند رہیں ہر چند اون ستم رسیدوں نے ایرانی سفیر سے التجا کی انگریزی سفیر مقیم بغداد سے استغاثہ کیا مگر کوئی سماعت نہ ہوئی۔

رشید پاشا اول ماہ مبارک کو وارد کربلا ہوا اور دار الحکومت کا چارج لیا ۸ ماہ مبارک کو قبل از طلوع صبح وہ غریب جو قونصل خانہ میں پناہ گزین تھے بندوق کے نشانہ بنائے گئے ابھی آفتاب بھی نہ نکلا تہا کہ ترکی فوج اور عربوں نے انکا کام تمام کیا اور قریب دو لاکھ اشرفی کے مال غنیمت ہاتھ لگا۔

یہ ہے سلطان ترکی کا اسلام۔ اور یہ ہے انکی اسلامی خیرخواہی۔ اور یہ ہے انکا اتحاد دولت ایران کے ساتھ کہاں ہیں وہ سنی اخبار نویس جو چکنی چپڑی بات بناکر روم و ایران کے اتحاد کا دم بھرتے ہیں اور شیعہ و سنی کے اتحاد میں کوشاں ہیں۔ اور شیعہ ہیں کہ ایسے دلفریب فقرات پر دام تزویر میں اسطرح آجاتے ہیں کہ خود اپنے خیرخواہوں کے دشمن بنجاتے ہیں۔

مظلوموں کے خون ناحق نے نہ معلوم کتنی قوی شوکت سلطنتوں کو تباہ کیا ہے ضعیف اور سلطنت کس شمار میں ہے مگر ہم اپنی زبان بند رکھتے ہیں اور منتقم حقیقی سے امیدوار ہیں کہ وہ جلد اس کا انتقام لیگا کیونکہ اگر سلطان روم میں کچھہ بھی اسلامی غیرت کا مادہ ہوگا تو وہ صرف اسپر اکتفا نہ کرینگے کہ والی بغداد کو معزول کردیں جو کہ بلکہ اون کل اشرار کو فی النار کرینگے جو اسمیں شریک تھے۔ اگرچہ اون مظلوموں کو اس سے کیا جو ناحق مارے گئے مگر آیندہ کیلئے عبرت ہوگی۔ ہم اپنی مہربان گورنمنٹ انگلشیہ سے بھی امیدوار ہیں کہ اس واقعہ جانسوز میں انسانی ہمدردی کا پورا ثبوت دیگی اور ترکی سے کماینبغی بازپرس کرے گی کیونکہ دولت ایران سے جو اتحادی روابط گورنمنٹ کو حاصل ہے اوسکا ہرگز یہ تقاضا نہیں کہ سکوت کیا جائے۔ اڈیٹر

ضروری نوٹ

افسوس کہ بوجہ ضیق مقام بہت سے ضروری امور رہ گئے جسمیں سب سے زیادہ اہم اڈیٹر اثنا عشری کی یہ رائے ہے کہ حضور امیر کابل بہادر بہنگام ورود شیعیان ہند کیطرف سے ایڈریس دیا جاوے کیونکہ ہمارے بہت سے برادران ایمانی اونکی سلطنت میں بعافیت بسر کررہے ہیں اور جناب نواب فتح علیخان بہادر قزلباش ہی آئی ای سے زیادہ کوئی اس لایق نہیں کہ اس ایڈریس کو پیش کرے۔ اسکا سامان کرنا ضروری ہے۔ حاجی الحرمین زائر السبطین جناب نواب الطاف حسین صاحب دام عزہ کے معاودت مع الخیر بتاریخ ۵ شوال بعد مشرف حج و زیارت عتبات و خراسان کا بالکل تذکرہ رہ گیا بیت عتبات و ... سے مشرف ہو کر ... صلاح ... عرض کرتا ہے

بشارت الحمد للہ شاہ ذیجاہ کو مرض سے افاقہ ہوا اور ... تام پر لیا کہ پارلیمنٹ سے دستور العمل پر دستخط لیا شفاہ اللہ و ابقاہ مومنین دعا کریں

کہ محبت اہل بیت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتعظیم وتوقیر ایشان وہمچنین تعظیم وتوقیر ازواج
آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یکے از واجبات اسلام است ودریں باب خلافے نیست وموثر درینجا نسبت
است یا زوجیہ یا از اہل بیت آن حضرت بودن عرفا ہر چند بجہت قرابت نباشد مانند اسامہ
بخصوص حضرت مرتضی ولہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از ایذا حضرت عباس منع فرمودند
وباکرام او امر کردند عن عبد المطلب بن ربیعہ ان العباس دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مغضبا وانا عندہ فقال ما اغضبک قال یا رسول اللہ مالنا ولقریش اذا تلاقوا بینہم تلاقوا بوجوہ
مبشرۃ واذا لقونا لقونا بغیر ذلک فغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی احمر وجہہ ثم قال والذی
نفسی بیدہ لا یدخل قلب رجل الایمان حتی یحبکم للہ ولرسولہ ثم قال یا ایہا الناس من اذی عمی
فقد اذانی فانما عم الرجل صنو ابیہ ودر حدیث اذ ما شعرت یا ابن الخطاب ان عم الرجل صنو ابیہ
در بخاری مذکور است صفحہ ۲۴۲ قرۃ العینین۔

شاہ صاحب کی یہ تقریر بجواب محقق طوسی علیہ الرحمہ ہے جنہوں نے تجرید میں افضلیت جناب
امیر علیہ السلام پر چار پانچ سطریں لکھی تھیں۔ اوسی قول کی پہلے شرح کی کہ بوجوب محبتہ جس سے اشارہ ہے
اس طرف کہ آیہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی سے جناب امیر علیہ السلام کی محبت تمامی اہل
اسلام پر واجب ہے اور حدیث حب علی آیۃ الایمان وبغض علی آیۃ النفاق سے مسلمانوں کے
ایمان ونفاق کی یہ علامت ہے کہ اگر مومن ہے تو علی سے محبت رکھیگا اور اگر منافق ہے تو
دشمنی کرے گا۔

اس کے جواب میں شاہ صاحب نے اس محبت کو تقسیم کر دیا ازواج پر بھی اور تمامی بنی
ہاشم پر بھی بلکہ غلاموں پر بھی جس کی غرض یہ ہے کہ یہ فضیلت کچھ حضرت علی ہی کی مخصوص نہیں ہے بلکہ ازواج اور
تمامی بنی ہاشم وموالی اسمیں حصہ دار ہیں مگر ان امور پر یہاں بحث نہیں بلکہ یہ دکھانا ہے۔ ترجمہ حدیث
کہ حضرت عباس خدمت رسول کے پاس داخل ہوئے درحالیکہ غضبناک تھے رسول اللہ نے
پوچھا کیا باعث ہے تمہارے غضب کا عرض کیا یا رسول اللہ کیا باعث ہے کہ قریش جب باہم دیگر
ملاقات کرتے ہیں تو چہرے اون کے خوش اور مسرور ہوتے ہیں اور جب ہم سے ملاقات
کرتے ہیں تو اون کا چہرہ ویسا نہیں ہوتا اس پر آنحضرت کو غضبناک ہوئے اور چہرہ آپکا

سُرخ ہوگیا اور فرمایا قسم اوس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کسی شخص کے قلب میں ایمان نہ داخل ہوگا جب تک وہ تملوگون کو خدا اور رسول کے لئے دوست نہ رکھے اس کے بعد فرمایا ایہا الناس جو شخص ایذا دے ہمارے عم کو اوسنے ایذا دی ہمکو کیونکہ ہر شخص کا چچا اوس کے باپ کا صنو ہے۔

اس عبارت کا دیکھنے والا کیونکر جان سکتا ہے کہ وہ کون قریشی تھا جس کی یہ حالت تھی کہ آپس میں تو خوش خوش ملتے تھے اور جب بنی ہاشم سے ملتے تھے تو اون کے چہرہ کا رنگ اور ہوجاتا تھا بلکہ ایسا بدل جاتا تھا کہ دیکھنے والا پہچان جاتا کہ یہ ہماری ملاقات گویا ہمارے دیکھنے کو ناگوار جانتا ہے جس پر اوس کے دل کو صدمہ پہنچتا اور رنجیدہ ہوتا کیونکہ نہ اس حدیث میں کسی کا نام ہے نہ قریش کا قبیلہ ایسا مختصر تھا کہ چند اشخاص میں محدود ہو بلکہ بنی ہاشم کا قبیلہ بھی اسی میں داخل تھا پھر کیونکر معلوم ہو کہ حضرت عباس نے کس کی شکایت کی مگر خدا بھلا کرے شاہ صاحب کا کہ خود اونھون نے اس کے بعد وہ حدیث لکھ دی جسمین خاص ابن الخطاب ہے کہ ای پسر خطاب تو نہین جانتا چچا قائمقام پدر ہے جس سے بدیہی طور پر ظاہر ہوگیا کہ ان اوصاف کے جامع قریشی حضرت عمر ہیں جنسے رسول اللہ مخاطب کرکے بتا رہے ہیں کہ چچا بمنزلہ پدر ہے۔

بہرحال سلسلہ کلام نے ہمکو یہان تک پہنچایا کہ محدثین اہل سنت کی کچھ قلعی کھولنی پڑی کہ اونھون نے کس کس طرح روایتوں میں کانٹ چھانٹ کیا ہے جس سے حدیث رسول خبط ہوجائے اور اصل مطلب مشتبہ ہوجائے کہ کسی کو معلوم نہ ہوسکے ورنہ اصلی بحث یہ تھی کہ شیخین صرف ایذا دہی مسلمین و مومنین ہی پر اکتفا نکی بلکہ اوس کے ساتھ کفار و مشرکین کی ہمدردی و حمایت میں پورے طور سے سرگرم رہے جس کی تصدیق اس حدیث مذکورہ بالا خاصف النعل سے بخوبی طور پر ظاہر ہوئی کہ صلح حدیبیہ کے وقت اونھوں نے مشرکین کی ایسی طرفداری کی کہ حضرتکو سخت ملال ہوا اور آپنے انلوگون کو اونلوگون سے قرار دیا جنکے قتل کیلئے جناب امیر کی بعثت ضروری تھی

حب عمر بنا کی ابتدائی رائے

اب میں آپکو اس سے بھی پیشتر زمانہ کی سیر دکھاؤن جس سے معلوم ہو کہ یہ رائے عمر صاحب کی قدیمی ہے۔ چنانچہ تفسیر ثعلبی میں ہے۔ وقال

احصاب المسلمین

عکرمہ جاء عتبة بن ربیعہ وشیبة بن ربیعہ ومطعم بن عدی والحارث بن نوفل وقرظة بن عبد و
عمرو بن نوفل فی اشراف من بنی عبد مناف من اہل الکفر الی ابی طالب فقالوا یا اباطالب
لوان ابن اخیک محمدا طرد عنہ موالینا وحلفاءنا فانما ہم عبیدنا وعسفاؤنا کان اعظم فی صدورنا
واطوع لہ عندنا وادنی لاتباعنا وتصدیقنا لہ فاتی ابوطالب النبی فحدثہ بالذی کلموہ فقال عمر
بن الخطاب لوفعلت ذلک حین تنظر الذی یریدون والی مایصیرون من قولہم فانزل اللہ
ہذہ الآیة فلما نزلت اقبل عمر بن الخطاب فاعتذر من مقالتہ انتہی یعنی کچھ لوگ اشراف قریش
اولاد عبد مناف سے حضرت ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اگر برادرزادہ تمہارا
یعنی حضرت رسول اپنے پاس سے اون لوگون کو جو ہمارے موالی اور عبید سے ہین نکال
دیں تو اون کی وقعت ہملوگون میں زیادہ ہو اور عظمت اون کی زیادہ دلون مین راسخ
ہو اور ہملوگون کو متابعت کرنے میں چندان مضایقہ نرہے حضرت ابوطالب نے یہ
خواہش اون کی جناب رسالت مآب سے ظاہر کی عمر نے رائے دی کہ بہتر ہوتا جو آپ
ایسا کرتے پھر دیکھتے کہ وہ لوگ کیا برتاؤ کرتے ہین پس خدا نے یہ آیہ عتاب آمیز نازل کیا اور
عمر نے معذرت کی جس سے معلوم ہوا کہ ان حالتون میں یہ فرمائیشین ہوتی تھین کہ غربا وضعفا
کو دربار سید الابرار سے نکالنے کی رائے دیتے تھے جسپر عتاب الہی بھی نازل ہوا۔ اور
تفسیر کبیر میں ہے وروی ان عمر قال لہ لوفعلت حتی تنظر الی ماذا یصیرون ثم
الحوا وقالوا للرسول علیہ السلام اکتب لنا بذالک کتابا فدعا بالصحیفة بعلی
لیکتب فنزلت ہذہ الآیة فرمی الصحیفة واعتذر عمر عن مقالتہ صفحہ ۱۷ جلد ۴
اور تفسیر ابو سعود میں ہے وروی ان عمرؓ قال لہ علیہ الصلوٰة والسلام لوفعلت
حتی تنظر الی ماذا یصیرون صـ۲ یعنی روایت کی گئی ہے کہ عمر نے کہا اچھا ایسا ہی کیجئے
دیکھئے پھر کیا ہوتا ہے جب پھر حضرتؐ نے بلایا جناب امیرؑ کو کہ ایک کاغذ اس مضمون کا
لکھا جائے جسپر یہ آیہ نازل ہوا اور عمر نے اپنے کلام سے معذرت کی۔
ہم نہیں سمجھتے کہ حضرات اہل سنت نے جو ان کی طرفداری میں اس قدر غلو پھیلا رکھا ہے
کہ ایسے خیر خواہ اسلام تھے اور کافرون کے دشمن تھے۔ کس بنیاد پر؟ حالانکہ جس جس واقعہ کو

دیکھتے ہیں یہی معلوم ہوتا ہے کہ دلی میلان ان کا کفار اور کافروں کی طرف تھا اور ہر پہلو سے یہی چاہتے تھے کہ کافروں کی بات سچی ہو اور اون کا بول بالا رہے۔

جنگ بدر میں عمر کی رائے

اب آئیے دوسرا معرکہ دیکھئے جو اسلام کا پہلا معرکہ ہو اور اسی معرکہ نے اسلام کا نام و نمود قائم کیا یعنی جنگ بدر کہ اوس میں ان کی کیا حالت تھی اور کس طرح کفار کے طرفداری کی جاتی ہے۔

علامہ سیوطی درمنثور میں بذیل تفسیر آیہ واذ یعدکم اللہ احدی الطائفتین ایک طولانی حدیث دلایل النبوۃ بیہقی سے لکھتے ہیں جس کا ایک حصہ یہ ہے۔ ثم سار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یلقاہ خبر ولا یعلم بنفرۃ قریش فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشیروا علینا فی امرنا ومسیرنا فقال ابوبکر لرسول اللہ انا اعلم الناس بمسافۃ الارض اخبرنا عدی بن ابی الزغباء ان العیر کانت بوادی کذا کذا فکانا وایاھم فرسا رھان الی بدر ثم قال اشیروا علی فقال عمر بن الخطاب یا رسول اللہ انہا قریش وعزھا واللہ ما ذلت منذ عزت ولا امنت منذ کفرت واللہ لتقاتلنک فتاھب لذلک اھبتہ واعدد لہ عدتہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشیروا علی فقال المقداد بن عمرو انا لا نقول لک کما قال اصحاب موسی اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون ولکن اذھب انت وربک فقاتلا انا معکم متبعون۔ اس کے بعد روانہ ہوئے رسول اللہ حضرت کو نہ کوئی خبر ملتی تھی نہ کوئی حال معلوم ہوتا تھا کہ قریش روانہ ہوئے یا نہیں حضرت نے فرمایا تم لوگ مشورہ دو ہمکو اس امر جنگ میں اور اس سفر جنگ کے بارے میں ابوبکر نے کہا حضرت ہم سب سے زیادہ عالم ہیں مسافت ارض سے۔ عدی بن ابی الزغباء نے ہمکو خبر دی ہو کہ قافلہ قریش فلان وادی میں تھا تو مقام بدر تک ہمارے اون کے دو منزل کا فرق رہیگا پھر حضرت نے فرمایا اب کیا مشورہ ہو۔ عمر نے کہا یا حضرت یہہ قریش ہیں اور اون کی عزت بقسم خدا جبسے اونکو عزت ملی ہو کبھی نہ ذلیل ہوئے (یعنی اون سے مقابلہ نہ کیجئے کہ وہی غالب رہیں گے) اور جبسے کافر ہوئے کبھی ایمان نہ لائے

(ان کے ہدایت کی فکر چھوڑ دی) قسم خدا کی وہ آپ سے پورا مقابلہ کریں گے (سہل نہ سمجھئے) پس آپ
اون کے لئے پورا سامان کیجئے اور پوری تیاری (جس کے لئے آپ تیار نہیں کیونکہ ۳۱۳- آدمی
کل حضرت کے ساتھ ہیں) پس کہا رسول اللہ نے مشورہ دو ہمکو جس سے معلوم ہوا عمر کی رائے
حضرت کو پسند نہ آئی) پس کہا۔ مقداد بن عمرو نے ہم تو وہ بات نہ کہیں گے جو کہا تھا اصحاب موسیٰ نے
کہ جاؤ تم اور خدا تمہارا اور جنگ کرو ہم تو یہیں کھڑے رہیں گے (جس سے
معلوم ہوا کہ حضرت مقداد نے عمر کے مشورہ کو اسی قسم میں داخل کیا) بلکہ ہم کہینگے کہ جسطرح آپ اور
آپکا خدا اور قتال کیجئے ہم سب آپ کے تابع اور پیرو ہیں۔

اس حدیث سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ عمر صاحب نے کس درجہ مدح سرائی کی ہے مشرکین
قریش کی اور کس درجہ خوف دلایا ہے رسول اللہ کو کہ پہلے کہا انہا قریش وعزہا یہ قریش ہیں اور
اونکی عزت و غلبہ ہے پھر قسم کہا کر کہتے ہیں کہ نہ وہ کبھی ذلیل ہوئے نہ ایمان لائے جو کیسا دل
شکن فقرہ ہے کہ اس طرح کی مدح سرائی دشمن کی کی جاتی ہے تاکہ حضرت مرعوب ہو کر اس ارادہ
سے باز آئیں۔ یہی سبب ہے کہ حضرت نے پھر دوبارہ مشورہ طلب کیا اور حضرت مقداد نے
ایسے کلمات کہے جس سے حضرت کا رنج و غم برطرف ہوا۔

مگر اس بیان سے یہ نہ سمجھو گا کہ یہ واقعہ نہیں چھپایا گیا اور اسپر کسیطرح کا پردہ ڈالا گیا
کیونکہ علامہ طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔

ثنا محمد بن عبید المحاربی قال ثنا اسمعیل بن ابراهیم ابو یحیی قال ثنا المخارق
عن طارق عن عبد الله بن مسعود قال لقد شهدت من المقداد مشهدا لان اکون
انا صاحبه احب الی مما فی الارض من شیء کان رجلا فارسا وکان رسول الله ص
اذا غضب احمارت وجنتاه فاتاه المقداد علی تلک الحال فقال ابشر یا رسول الله
فوالله لا نقول لک کما قالت بنو اسرائیل لموسی اذهب انت وربک فقاتلا انا ههنا
قاعدون ولکن والذی بعثک بالحق لنکونن من بین یدیک ومن خلفک وعن یمینک
وعن شمالک او یفتح الله لک۔ ص ۹۰

یعنی عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں میں نے مقداد کا ایک ایسا واقعہ دیکھا ہے کہ اگر وہ واقعہ ہم سے

متعلق ہوتا تو دنیا کی تمام چیزوں سے محبوب ہوتا۔ مقداد مرد شہسوار تھے اور رسول اللہ کی یہ حالت تھی کہ جب آپ غضبناک ہوتے تھے تو دونوں رخسار آپ کے سرخ ہوجاتے تھے پس آئے اون کے پاس مقداد اسی حال میں اور کہا بشارت ہو آپ کو یا رسول اللہ قسم خدا کی ہم آپ سے وہ کلام نہ کرین گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا کہ جاؤ تم اور تمھارا خدا اور تم دونوں لڑو ہم لوگ تو یہیں بیٹھنے والے ہیں بلکہ قسم اوس خدا کی جس نے آپکو مبعوث کیا ہی بجق ہم آپ کے سامنے رہیں گے اور پیچھے آپ کے رہینگے اور آپ کی داہنی طرف رہینگے اور آپکی بائیں طرف رہین گے یہان تک کہ خدا آپ کو فتح دے ؎۔

دیکھئے اس روایت میں بلکہ پہلی روایت میں تجھی کیسی پردہ داری کیگئی کہ حضرت کے غضب کو جو کلام عمر سے پیدا ہوا تھا دونوں نے چھپا ڈالا۔ درمنثور میں تو اس کو بیان ہی نہ کیا کہ عمر کے کہنے سے حضرت کی کیا حالت ہوئی۔ اور طبری نے اہل کلام عمر کو بھی چھپایا اور اس کو بھی کہ حضرت اس کلام سے غضبناک ہوئے۔ مگر اوس کے اس فقرہ نے یہ کہ حضرت کی عادت یہ تھی کہ جب غصہ ہوتے تھے تو چہرہ سرخ ہوجاتا تھا کھولدیا کہ کلام عمر سے حضرت کا یہ حال ہوا کیونکہ اسیکے بعد مقداد کا آنا اور وہ کلام کرنا جو درمنثور میں بعد کلام عمر لکھا ہی بیان کیا ہی جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ کلام عمر باعث رنج و ملال رسول اللہ ہوا تھا جسپر حضرت کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوا اوسپر مقداد نے یہ کلام کیا جسکو ابن مسعود دنیا کی تمام چیزون سے زیادہ محبوب کہہ رہے ہیں۔

ہان ان باایمان مورخوں نے یہی نہیں کیا کہ اس طرح خلفا کی پردہ داری کی ہو بلکہ ابن سعد نے تو یہ غضب کیا کہ اس واقعہ ہی کو بالکل چھپا ڈالا چنانچہ لکھتے ہیں۔

ومضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اذا کان دون بدر اتاہ الخبر بمسیر قریش فاخبر بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابہ واستشارہم فقال المقداد بن عمرو بن البہرانی والذی بعثک بالحق لو سرت بنا الی برک الغماد لسرنا معک حتی ننتہی الیہ کہ روانہ ہوئے رسول اللہ یہان تک کہ جب قریب بدر پہنچے تو آپ کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ قریش روانہ ہوچکے پس حضرت نے اپنے اصحاب کو اس خبر سے مطلع کیا اور اون سے مشورہ چاہا

جس پر مقداد بن عمرو بہرانی نے کہا قسم اوس خدا کی جسنے آپکو بحق مبعوث کیا کہ آپ اگر برک عماد کیطرف بھی روانہ ہوں تو ہم آپ کے ساتھ رہیں گے۔

دیکھئے اس عبارت سے وہ سب واقعہ مٹادیا گیا۔ نہ ابو بکر صاحب کا کلام ہو نہ عمر صاحب کا نہ حضرت کا اس سے رنجیدہ اور ملول ہونا نہ آپ کے چہرہ کا سرخ ہونا بلکہ صرف مقداد کا کلام ہو جس کی یہ غرض ہو کہ صحابہ کی وفاداری اور جان نثاری دکھائیں کہ وہ کسطرح جان نثاری پر طیار رہتے تھے۔ پس جب مقداد کا یہ حال تھا تو خلفا کا کیا حال ہوگا۔

اب جو پردہ اوٹھائیے تو اور بھی تماشا ہو کیونکہ ابن ہشام اپنی سیر میں لکھتے ہیں:

وأتاه الخبر عن قريش بمسيرهم ليمنعوا عيرهم فاستشار الناس وأخبرهم عن قريش فقام أبو بكر الصديق فقال وأحسن ثم قام عمر بن الخطاب فقال وأحسن ثم قام المقداد بن عمرو فقال يا رسول الله امض لما أراك الله فنحن معك والله لا نقول لك كما قالت بنو إسرائيل لموسى اذهب أنت وربك فقاتلا إنا ههنا قاعدون ولكن اذهب أنت وربك فقاتلا إنا معكما مقاتلون فوالذي بعثك بالحق لو سرت بنا إلى برك الغماد لجالدنا معك من دونه حتى تبلغه فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم خيرا ودعا له به۔

حضرت کو اسکی خبر ملی کہ قریش اپنے قافلہ کی حمایت کے لئے روانہ ہو گئے جسپر حضرت نے لوگوں سے مشورہ چاہا اور قریش کے حال سے سب کو مطلع کیا پس کھڑے ہو گئے ابو بکر اور کہا اور خوب کہا پھر کھڑے ہوئے عمر اور کہا اور خوب کہا پھر کھڑے ہوئے مقداد بن عمرو اور کہا یا رسول اللہ آپ تشریف لے چلیں جسکے لئے خدا نے حکم دیا ہو ہم آپ کے ساتھ ہیں قسم خدا کی ہم تو وہ کلام نہ کریں گے جو بنی اسرائیل نے کہا تھا حضرت موسی سے کہ جاؤ تم اور تمہارا خدا پس لڑو ہم یہیں رہیں گے بلکہ آپ اپنے خدا کے ساتھ چلئے اور قتال کیجئے ہم آپ دونوں کے ساتھ ہیں قسم اوس خدا کی جسنے آپ کو مبعوث کیا ہو بحق اگر آپ برک غماد کی طرف بھی جائیگا تو ہم آپکے ساتھ ہیں حضرت نے اون کو دعائے خیر دی۔

امام بخاری نے صرف یہی نہیں کیا کہ کلام ابو بکر و عمر کو چھپایا ہو بلکہ اوسکو احسن کا بھی خلعت

پہنا دیا مگر اوس کے بعد جو کلام مقداد لکھا وہی اس کی پردہ دری کے لئے کافی ہے کیونکہ اگر وہ احسن ہوتا تو جہاں کلام مقداد لکھا گیا وہ بھی بیان کیا جاتا حالانکہ اوس کلام احسن کی حقیقت در منثور اور تاریخ طبری سے کھل چکی ہے کہ وہ ایسا کلام احسن تھا کہ حضرت کا چہرہ مارے غصہ کے سرخ ہو گیا پھر اس سے بڑھ کر کیا احسن ہوگا۔

اب آئیے مدارج النبوۃ شیخ عبد الحق دہلوی ملاحظہ فرمائیے جلد ۲ صفحہ ۱۰۶

پس جبرئیل علیہ السلام آمد و آنحضرت را از برآمدن قریش خبر کرد پس آنحضرت روی مشاورت بہ اصحاب آورد و فرمود خدا تعالیٰ وعدہ کردہ شمارا یکی از دو طایفہ را یا کاروان را یا قریش را و بود کاروان محبوب تر نزد اصحاب و گفتند یا آن حضرت چرا ذکر نکردی تو مارا اقتال را تا آمادہ میشدیم ما برای آن و مساز میکردیم آنرا فرمود آنحضرت کاروان گذشت بر ساحل بحر این ابو جہل است روی آوردہ پیش ما گفتند یا رسول اللہ بگیر کاروان را و بگذار قتال را پس در غضب آمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس بایستاد ابوبکر و گفت سخن و خوب گفت پس بایستاد عمر و گفت سخن و خوب گفت پس خوش آمد آنحضرت را سخنان ایشان و دعا خیر کرد ایشانرا پس بایستاد سعد بن عبادہ و گفت نظر کن و فکر کن یا رسول اللہ در کار خود و بگذار آن کار را پس بخدا سوگند اگر سیر میکنی تو با عدن این تخلف نمیکند از تو ہرگز ہیچ مردے از انصار پس دعا خیر کرد او را رسول خدا پس بایستاد مقداد بن عمرو و گفت ما با تو ایم یا رسول اللہ ہر جا کہ روی نمیگوئیم ترا چنانکہ گفتند بنی اسرائیل با موسیٰ اذہب انت وربک فقاتلا انا ہٰہنا قاعدون بلکہ میگوئیم اذہب انت وربک فقاتلا انا معکم مقاتلون سوگند بخدائی عز وجل کہ فرستادہ است ترا بحق میرویم و جلادت میکنیم با تو ہر جا کہ میروی اگرچہ تا برک غماد میروی و آن شہریست از شہرہائے حبشہ پس تبسم کرد آن حضرت و دعا بخیر کرد او را۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ایماندار مورخوں نے کس طرح درجہ بدرجہ ترقی کی ہے پردہ داری شیخین میں کہ شیخ صاحب نے ابوبکر و عمر کی تقریر کو بھی نہیں کہا سخن خوب گفت بلکہ یہ بھی افترا کہا ہے "پس خوش آمد آن حضرت را سخنان ایشان و دعائے خیر کرد ایشان را" حالانکہ در منثور اور تاریخ طبری سے معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت کس درجہ کلام عمر پر غضبناک ہوئے تھے کہ چہرہ حضرت کا سرخ ہو گیا تھا۔